تمام اہلِ ایمان کو جشنِ عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو
عقائدِ اہلسنت کا پاسبان
کلمۂ حق
دو ماہی کتابی سلسلہ
شمارہ نمبر ۸
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اکاذیب آل نجد
۱۲ ربیع الاوّل کے لیے ۱۲ ہدایتیں
تحریف بن گزارا بالکل نہیں تمہارا
مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کی جہالتیں
دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط ۷)
جماعت مودودی کا نرالا کارنامہ (انبیاء علیہم السلام رشیوں، منیوں کی صف میں)
مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دجل و فریب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (قسط اوّل)
مزارات اولیاء کو شہید کرنے والے وہابیوں کے خلاف جامعہ ازہر مصر کا تازہ فتویٰ

کتابی سلسلہ

عقائد اہلسنت کا پاسبان

کلمہ حق

دوماہی مجلّہ

بوجہ تاخیر اشاعت بتاریخ

26 جنوری 2012ء

شمارہ نمبر 8

جولائی / اگست 2011ء

بفیضان نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین، شیخ الاسلام و المسلمین، خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مفتی امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایڈیٹر عبد المصطفیٰ رضوی

نائب ایڈیٹر غلام صدیق نقشبندی مجددی

منی آرڈر بھیجنے کا پتہ

یوسف مرشد ایکوریم دکان نمبر 2 گراؤنڈ فلور باپچند روچیرم بالڈنگ نزد فرسکو سوئٹس اینڈ بیکرز شارع لیاقت، برنس روڈ کراچی

کلمہ حق حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر 0324-2311741

قیمت فی شمارہ 25 روپے

سالانہ فیس 180 روپے

پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)

سُنّی ڈائری 2012ء

پاکستان اور برطانیہ میں تبلیغ اسلام اور اشاعت دین کے لیے سرگرم عمل فعال تنظیم "سُنّی فاؤنڈیشن" نے 2012ء کی "سُنّی ڈائری" شائع کردی ہے۔ دلآویز اور جدید گٹ اپ کے ساتھ آرٹ پیپر پر شائع ہونے والی "سُنّی ڈائری" اپنے دامن میں اسلامی اور انگریزی مہینوں کی تقویم کے ساتھ ساتھ مفید معلومات پر اثر دینی تحریروں، دعاؤں اور وظائف کا وافر حصہ بھی لیے ہوئے ہے۔ ڈائری میں بزرگانِ دین کے اعراس کی تواریخ، رسول کریم ﷺ کے تقدیر ساز فرامین، خلفائے راشدین اور اولیائے کرام کے اجالے بانٹتے اقوال، عالمی تہواروں کی تفصیلات اہم دینی، روحانی اور علمی شخصیات کے فون نمبرز، برطانیہ، پاکستان اور انڈیا سے شائع ہونے والے سُنّی جرائد اور اسلامی کتب خانوں کے ایڈریسز بھی شامل ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ (اللہ تعالیٰ کے 99 نام)، اسماء النبی ﷺ (حضور نبی کریم کے 99 نام) کے علاوہ فکر و عمل کے پیغام پر مبنی قرآنی آیات اور دلوں کی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والی احادیث مبارکہ ڈائری کی نمایاں خصوصیت ہے۔ سینکڑوں صفحات پر پھیلی ہوئی یہ جاذبِ نظر اور دیدہ زیب ڈائری معلومات و معارف کا حسن مرقع ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ عالم اسلام کی عظیم علمی وفقہی شخصیت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پر تاثیر قلم سے 185 منتخب آیات قرآنی کا ایمان افروز اور روح پرور ترجمہ بھی شامل اشاعت ہے۔ یہ ڈائری محض ڈائری نہیں بلکہ اہم دستاویز بھی ہے اس لیے ہر فرد کی ضرورت ہے اور عاشقانِ رسول ﷺ کے لیے حسین تحفہ ہے۔

قیمت صرف 200 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ دارالاسلام لاہور

دکان نمبر 5، زیریں منزل جیلانی سنٹر احاطہ شاہدریاں، اُردو بازار لاہور

0302-4588882 / 0321-9425765

imranch786@hotmail.com

فہرست

جماعت مودودی کا نرالا کارنامہ

رشی اور منی انبیاء علیہم السلام کی صف میں

ڈاکٹر تحسین رضا

ابوالعلا مودودی صاحب کی ایک کتاب ہے "سرور عالم کا اصلی کارنامہ" مکتبہ جماعت اسلامی ہند رامپور (انڈیا) کی شائع کردہ جس کی ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے کہ..... "دنیا جانتی ہے کہ نبی عربی حضرت محمد ﷺ انسانیت کے اس برگزیدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قدیم ترین زمانے سے نوع انسانی کو خدا پرستی اور حسن اخلاق کی تعلیم کے لیے اٹھتا رہا ہے۔ ایک خدا کی بندگی اور پاکیزہ اخلاقی زندگی کا درس جو ہمیشہ دنیا کے سچے پیغمبر اور رشی منی دیتے رہے وہی آنحضرت ﷺ نے بھی دیا ہے انہوں نے کسی نئے خدا کا تصور پیش نہیں کیا اور نہ کسی نرالے اخلاق ہی کا سبق دیا ہے جو ان سے پہلے کے رہبران انسانیت کی تعلیم سے مختلف ہو۔"

یہ عبارت سراسر توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھری ہوئی نظر آرہی ہے اور مودودی صاحب نے اس کے اندر حضور کی ہر اس نمایاں امتیازی خصوصیت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے جو سرکار کو دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے فائق و ممتاز کرتی ہے۔ اب ذرا انسانیت کے اس برگزیدہ گروہ پر نظر ڈالیے جس سے مودودی صاحب نے حضور کا تعلق ثابت کیا ہے تو اس میں مودودی صاحب کے نقطہ نگاہ سے دنیا کے سچے پیغمبر اور رشی منی سب ہی شامل نظر آتے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے۔ حضور نہ صرف انبیاء کرام کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے بلکہ رشیوں اور منیوں کے گروہ سے بھی آپ کا تعلق تھا۔ نعوذ باللہ یہ ہے مودودیت کا کارنامہ کہ اس نے اس جلیل القدر عالی مرتبت پیغمبر کو جس نے شب اسریٰ تمام انبیاء کی امامت فرمائی جو دونوں عالم کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا جس نے تجلیات ربانی کو اپنی آنکھوں سے قاب قوسین کی قربت میں مشاہدہ فرمایا جس کو رب تعالیٰ نے وہ تمام کمالات و معجزات عطا فرمائے جو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمائے تھے، بلکہ ان سے بھی فزوں تر اس مقدس ذات کو عام انسانیت اور رشیوں منیوں کی صف میں

لاکر کھڑا کر دیا اور بے دھڑک لکھ مارا کہ وہی تعلیم جو دنیا کے پیغمبر اور رشی منی دیتے رہے آنحضرت ﷺ نے بھی دی۔ اب میں پوچھتا ہوں جب رشیوں منیوں اور دنیا کے سچے پیغمبروں اور سردار انبیاء ﷺ سب کی تعلیم ایک ہی تھی تو پھر اسلام میں خصوصیت کیا رہی؟ اچھا بتایئے کسی رشی منی نے عبادت الٰہی کی تعلیم کا وہ خاکہ پیش کیا جو حضور ﷺ نے ہم کو بتایا کہ کسی رشی منی نے پنج وقتہ نماز پڑھنے کا وہ طریقہ سکھایا جو حضور نے سکھایا؟ کیا کسی رشی منی نے روزہ رکھنے کے وہی قواعد بنائے جو حضور نے بتائے؟ کیا دنیا کے سچے پیغمبروں اور مودودی صاحب کے رشیوں منیوں نے وہی شریعت پیش کی جو سرکار نے دنیا کے سامنے رکھی؟ کیا رشیوں منیوں کی تعلیم میں عورت کے وہ حقوق جو حضور نے مرحمت فرمائے پائے جاتے ہیں؟ کیا اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی تعلیم کی کسی رشی منی کے یہاں پائی جاتی ہے؟ کیا سود کے لیے وہی احکام جو حضور نے صادر فرمائے کسی رشی منی نے عائد کیے؟ کیا جس راہبانہ زندگی کو سرکار نے منع فرمایا رشیوں اور منیوں کی تعلیم وہی تھی جو سرکار نے دی نعوذ باللہ ہاں اگر انبیاء کرام کی تعلیم میں وہ جھلک نظر آئے تو بجا ہوگا؟ درحقیقت جو اعزاز شب معراج حضور انور ﷺ کو عرش اعظم پر بلا کر مرحمت فرمایا گیا وہ رشی منی تو ایک طرف کسی دوسرے نبی تک کو نہیں دیا گیا۔ کیونکہ یہ تو درجہ محبوبیت کے مراتب تھے جو حضور کی ذات مقدس کے لیے باری تعالیٰ کی جانب سے مخصوص تھے دوسرے کا ان میں کیا دخل یہ تو محبوب و محب کے راز و نیاز تھے مودودی صاحب بچارے اتنی استعداد کہاں سے لائیں جو ان رموز و نکات کو سمجھیں وہ تو عام رہبران انسانیت کی صف میں حضور کو بھی گن بیٹھے اور کیوں نہ گنتے کہ توہین انبیاء، حالانکہ توہین اولیاء تو گویا ان کا ایک فریضہ بن گیا ہے جس کو وہ اپنی تصنیف میں ضرور تحریر کرتے ہیں۔ غرضیکہ مودودی صاحب نے اس عظیم الشان اللہ کے محبوب پیغمبر کی جو بعد "از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے نہایت اوچھے اور گندے پہلو سے توہین کی ہے جو اپنے اندر جماعت مودودی کے اسلام کے ڈھونگ کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے کافی میگزین رکھتی ہے بشرطیکہ جانب داری چھوڑ کر فہم و ادراک سے کام لیا جائے۔

اچھا آیئے اب ذرا رشی اور منی کی زندگی پر نظر ڈالیں رشی اور منی خالص قدیمی ہندوستانی اصطلاح ہے جو حقیقتاً ان سادھوؤں کے لیے استعمال کی گئی ہے جو عموماً اپنا گھر چھوڑ کر پہاڑوں کی ویران اور سنسان گھاٹیوں میں اپنے بھگوان اور دیوی دیوتاؤں کی تپسیا کرتے ہیں اور اس طرح انہوں نے راہبانہ زندگی گزار کر اپنے لیے ہندو مذہب میں ایک مقام پیدا کیا ہے۔ تواریخ جس کی شاہد ہیں، بہرحال یہ لوگ

صرف ہندوستان کے پیدا کردہ مذہبوں ہی سے متعلق ہیں، اسلام کا ان سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں، یہ ہیں مودودی صاحب کے رشی اور منی! سرکار کی تو ذات اقدس کا کہنا ہی کیا، کسی پیغمبر کو بھی ان رشیوں اور منیوں سے ہم نسبت نہیں دے سکتے اور نہ اسلام اس بات کی اجازت ہی دیتا ہے۔ اس طرح ان رشیوں اور منیوں کی صف میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شمار کرنا اسلام کی بات تو ہرگز نہیں ہو سکتی، ہاں اسلام کا منکر اور حضور کا دشمن ہی اپنے تصور میں لا سکتا ہے۔ اب ذرا اس جملہ کو دیکھیے کہ انہوں نے کسی نئے خدا کا تصور پیش نہیں کیا یہ نئے خدا اور پرانے خدا کا تصور کیسا؟ یا بالفاظ دیگر حضور نے پرانے خدا کا تصور پیش کیا تھا، اس جملہ میں لفظ تصور پر غور فرمایئے، تصور ایک ناپائیدار چیز ہوتی ہے۔ ذہن میں ایک خاکہ پیدا ہوا، کچھ عرصہ قائم رہا، پھر مٹ گیا یہ ہے تصور کی حقیقت مودودی صاحب کے نزدیک خدا ایک تصور ہے یعنی ایک ذہنی خاکہ ہے لیکن حقیقت میں نظر یہ آتی ہے کہ خدا تصور نہیں، بلکہ ایک روشن حقیقت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، کسی کا ذہن اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ اس طرح حقیقت کو تصور سمجھنا دانشمندی کی بات تو ہرگز نہیں ہو سکتی، مگر ہاں جو دل کے اندر ہوتا ہے زباں پر بھی آ ہی جاتا ہے۔ مودودی صاحب کا خدا تصور کردہ ہے اور تصور کردہ خدا کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ یہ فیصلہ اب وہ خود ہی کر لیں۔ ہمارا خدا تو ایک حقیقت ہے جس میں شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہیں اور اس حقیقت کے صدقے میں ہمارا رسول بھی برحق ہمارے انبیاء برحق ہمارے پیشوا ہمارے علماء اور ہر صحیح العقیدہ مسلمان برحق مودودی صاحب کا خدا تصور کردہ ان کی جماعت بھی ڈھول کا پول اور سارے کے سارے مودودی بھی اسی درجہ کے نام نہاد مسلمان آگے کا جملہ کہ — "اور نہ کسی نرالے اخلاق ہی کا سبق دیا جو ان پہلے کے رہبران انسانیت سے مختلف ہو۔" یہ بھی سرکار کی کھلی ہوئی توہین ہے دنیا جانتی ہے کہ حضور نے اخلاق کا وہ اعلیٰ درس دیا جو دنیا کی ہر قوم کے اخلاق سے بلند و بالا ہے۔ یہ اس اخلاق ہی کا فیض و کرم تو تھا جو مسلمان تمام دنیا کی قوموں کا سردار بن کر رہا اور اسلام نے بہت ہی قلیل عرصہ میں وہ کامیابی حاصل کی جو کسی دوسرے کے لیے قطعی ناگزیر تھی لیکن مودودی صاحب کے نظریہ کو کیا کہا جائے کہ ان کو حضور کا اخلاق پہلے کے رہبران انسانیت (رشیوں منیوں) کے اخلاق جیسا نظر آ رہا ہے اب ذرا اس پوری عبارت کے مآل پر نظر ڈالیے اور دیکھئے کہ پہلے تو حضور کو اس گروہ سے متعلق بتایا جو قدیم ترین زمانے سے نیکی اور حسن اخلاق کی تعلیم دیتا رہا پھر آپ کی تبلیغ کو رشیوں اور منیوں کی تبلیغ جیسا بتایا اور پھر مزید زور دے کر کہا کہ حضور نے کسی نئے خدا کا

تصور پیش نہیں کیا اور نہ کسی نے اخلاق ہی کا درس دیا جو پہلے کے رہبران انسانیت سے مختلف ہو۔ میں تو اس عبارت کے مفہوم سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حقیقتاً مودودی صاحب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پاک تعلیم سے قطعاً بیگانہ ہیں اور اسلام کی حقانیت سے وہ قطعی نابلد ہیں ورنہ اس قسم کی عبارتیں وہ اپنی تصانیف میں ہرگز نہ لکھتے، ذرا انصاف تو کیجئے کہاں رشی منی اور کہاں اللہ کا محبوب پیغمبر کہاں دیوی دیوتاؤں کے پجاری اور کہاں اللہ واحد کا پرستار نبی آخرالزماں کہاں ویدوں پر ایمان رکھنے والے رام کے بھگت اور کہاں قرآن کریم کا درس دینے والا سردار امام الانبیاء، اللہ اکبر کس قدر دریدہ وہنی ہے اور کتنی بڑی جسارت ہے کہ اسلام اور کفر مودودی صاحب کے یہاں ایک ہی صف میں نظر آ رہا ہے۔ ان کو حضور کی تعلیم رشیوں اور منیوں جیسی نظر آ رہی ہے۔ ان کو حضور کے اخلاق میں نرالا پن نہیں دکھائی دے رہا ہے۔ ان کو حضور کا کام بھی پہلے کے رہبران انسانیت کے کام جیسا نظر آ رہا ہے اور نظر بھی کیوں نہ آئے کہ توہین رسول کی عینک تو آنکھوں پر چڑھی ہوئی ہے۔ بغض رسول کے شعلے دل میں بھڑک رہے ہیں حسد کی آگ انتہائی عروج پر کارفرما ہے۔

آیئے اب ذرا "رہبران انسانیت" پر غور کریں تو یہ لفظ بڑی وسعت کا مالک نظر آئے گا۔ عرف عام میں رہبران انسانیت کی صف کے اندر دنیا کا ہر مبلغ ہر ریفارمر (Reformer) سما سکتا ہے خواہ وہ عیسائی مبلغ ہو یا بدھ دھرم کا اپدیشک، یہودیوں کا پیشوا ہو یا پارسیوں کا رہنما، کسی بھی ملک کا فرد ہو کسی بھی قوم کسی بھی مذہب سے واسطہ رکھتا ہو دنیا کے عام نظریے کے ماتحت وہ انسان کا رہبر ہی مانا جائے گا جیسے کہ مودودی صاحب نے اپنی اس عبارت میں رشی منی کے الفاظ استعمال کر کے رہبران انسانیت کی پوری پوری تشریح کر دی ہے کہ وہ جب رہبران انسانیت میں رشیوں اور منیوں کو بھی گردانتے ہیں تو پھر عیسائیوں کے پاپائے اعظم پارسیوں کے زرتشت، بودھوں کے مہاتما بدھ، ہندوؤں کے رام اور کرشن ہی کو نہیں بلکہ دنیا کے ہر مذہبی اور قومی رہنما کو بھی راہبران انسانیت میں ضرور شامل جانتے ہوں گے۔ در اصل ان رہبران انسانیت اور رشی منی کے الفاظ نے مودودی صاحب کے دل کا چور پکڑوا دیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ان کے نزدیک ہر قوم ہر مذہب اور ہر فرقہ کا پیشوا، انسانیت کا رہبر ہے اور حضور ﷺ بھی کی طرح بنی نوع انسان کا رہنما ہے نعوذ باللہ ورنہ بجائے رشی منی اور رہبران انسانیت کے انبیائے کرام یا پیغمبران عظام کے الفاظ استعمال میں لاتے۔ اب میں پوچھتا ہوں کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کسی

دوسرے کی غلامی کا قائل ہو سکتا ہے کیا سرکار کی رسالت پر ایمان رکھنے والا کسی دوسرے پر ایمان لاسکتا ہے کیا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا قائل کسی دوسرے کی پوجاپاٹ کا قائل ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں تو پھر یہ سب کچھ کیا ہے، یہ مودودی لٹریچر کیا ہے۔ یہ اجتماعات کیسے ہیں یہ اخبارات کس لیے یہ تصنیفات کس کی خاطر! اسی لیے تاکہ محمد الرسول اللہ ﷺ کی بھولی بھیڑوں کو ایک ایک کر کے گلہ سے جدا کر لیا جائے اور اپنی ہوس اقتدار کی بھینٹ چڑھا دیا جائے حضور کی غلامی کا جوا مسلمان کی گردن سے اتار کر مودودی صاحب کی غلامی کا جوا اس کی گردن میں ڈال دیا جائے۔

اب اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور کی تعلیم وہی تھی جو دیگر رہبران انسانیت رشیوں منیوں وغیرہ کی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر اسلام اور کفر میں فرق کیا رہا تو اس کے جواب میں مودودی صاحب کس خوبصورتی سے فرماتے ہیں کہ...... اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ بیشک آنحضرت ﷺ سے پہلے انسان خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت سے آشنا تھا۔ مگر اس بات سے پوری طرح واقف نہ تھا کہ اس فلسفیانہ حقیقت کا انسانی اخلاقیات سے کیا تعلق ہے بلا شبہ انسان کو اخلاق کے عمدہ اصولوں سے آگاہی حاصل تھی مگر اسے واضح طور پر یہ معلوم نہیں تھا کہ زندگی کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں میں ان اخلاقی اصولوں کو عملی ترجمانی کس طرح ہونی چاہیے۔ خدا پر ایمان اصول اخلاق اور عملی زندگی یہ تین چیزیں الگ تھیں جن کے درمیان کوئی منطقی ربط کوئی گہرا تعلق اور کوئی نتیجہ خیز رشتہ موجود نہ تھا یہ صرف محمد ﷺ ہیں جنہوں نے ان تینوں کو ملا کر ایک نظام میں سمو دیا۔

اس عبارت کا مفہوم ثابت کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے انسان خدا کی ہستی اور وحدانیت کا قائل تھا وہ اخلاق کے عمدہ اصولوں سے بھی واقف تھا اور اس کی عملی زندگی بھی عمدہ تھی مگر یہ سب چیزیں یکجا نہیں تھیں، نہ ان میں کوئی رشتہ یا تعلق تھا، اچھا اب سے پہلے خدا کی ہستی اور وحدانیت کو لیجیے تو تاریخ کے اندر آپ کو ایک بھی ایسی مثال نہ ملے گی کہ حضور نے کسی ایک فرد کو بھی بغیر کلمہ توحید پڑھائے ہوئے مسلمان کر لیا ہو تاریخ کے تمام صفحات پر نظر ڈال جائیے۔ صحابہ کرام کے نام از اول تا آخر گن جائیے لیکن کلمہ توحید کے بغیر آپ کو ایک فرد بھی مسلمان نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ مولائے کائنات اور صدیق اکبر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی جلیل الشان ہستیاں بھی کلمہ توحید پڑھ کر ہی موحد بنیں تو پھر یہ کیا بات ہوئی کہ حضور سے پہلے بھی انسان خدا کی وحدانیت سے واقف تھا اور اگر تھا تو پھر کلمہ توحید کا اقرار کرانے کی

ضرورت کیوں پیش آئی یا پھر توحید مکمل نہ تھی اور کلمہ پڑھانے ہی سے اس کی تکمیل ہوئی اور انسان صحیح معنوں میں موحد بنا بہر حال بات وہیں آ گئی کہ انسان موحد نہ تھا دوسری چیز اخلاق کے عمدہ اصولوں کو لیجئے تو تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ اس وقت نہ صرف عرب بلکہ تمام روئے زمین پر بد اخلاقی اور بد کرداری کا بادل چھایا ہوا تھا بدترین سے بدترین رسوم ہونے سے برے مذموم اور قبیح عادات واطوار نے نوع انسان کی عملی زندگی میں سرایت کئے ہوئے تھے مودودی صاحب اگر سچائی رکھتے ہوں تو تاریخ کے صفحات کو جھوٹا ثابت کریں۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا "عیاں را چہ بیاں"۔ اب عملی زندگی کو لیجئے تو جب اخلاق اور تہذیب کا یہ عالم ہو تو پھر عملی زندگی کیوں نہ مفلوج اور ناکارہ ہو گی اب ذرا پھر سمجھئے، حضور کی بعثت سے پہلے نہ تو مکمل توحید تھی نہ اخلاق کے عمدہ اصول تھے اور نہ عملی زندگی ہی بہتر تھی یعنی مودودی صاحب کی بیان کردہ تینوں چیزوں میں سے ایک چیز بھی صحیح معنوں میں موجود نہ تھی۔ ہاں اگر مثلاً دو چار ہستیاں اس پر آشوب زمانے میں چھان کے بعد نکال لی جائیں جو توحید کے قائل ہوں تو یہ کوئی خاص بات نہ ہو گی اور وہ کسی شمار میں نہ ہوں گی اب ذرا سوچئے کہ جب توحید عمدہ عمل اور حسن اخلاق تینوں چیزیں مفقود تھیں تو پھر یہ کہنا کہ یہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے ان تینوں کو ملا کر ایک نظام میں سمو دیا اگر لغو نہیں تو کیا سچ ہو گا ہمارا تو دعویٰ ہے کہ انسان توحید پرستی نہیں جانتا تھا۔ حضور نے سکھائی انسان اخلاق کے عمدہ اصولوں سے ناواقف تھا۔ حضور نے سکھائے انسان کی عملی زندگی صفر تھی حضور نے عمل نیک کے وہ راستے دکھائے کہ انسان ترقی کی انتہائی منزلوں پر جلوہ گر ہوا۔ یہ رہا ہمارا عقیدہ اور وہ رہا مودودی نظریہ فیصلہ قارئین خود فرمالیں۔

اب ایک اور پہلو ملاحظہ فرمائیے۔ کلمہ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر کلمہ کے جزو دو ہیں۔ پہلا ہے "لا الہ الا اللہ" "نہیں ہے کوئی الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اس ٹکڑے کے اول حصہ میں تمام معبودان باطل کی نفی ہے اور دوسرے میں اللہ وحدہ لاشریک کا اقرار، کلمہ کا دوسرا جزو ہے۔ "محمد الرسول اللہ" یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پورے کلمہ کا نام ہے کلمہ توحید اور بغیر پورا کلمہ پڑھے ہوئے یا بغیر پورے کلمہ پر یقین کئے ہوئے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس طرح یہ ثابت ہوا کہ کلمہ توحید کے دونوں جز لا الہ الا اللہ اور محمد الرسول اللہ توحید پرستی کے لیے ضروری اور لازمی ہیں صرف ایک جز کا قائل موحد نہ ہو گا اب اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور سے پیشتر ایک خدا کے قائل انسان موجود تھے بھی اور جیسے کہ اب دنیا

کے اندر موجود ہیں تب بھی ان کی توحید مکمل نہ تھی جیسا کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا ماننے والا موحد نہ مانا جائے گا تو معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کی توحید پرستی مکمل توحید پرستی نہ تھی اور نہ ان کا ایک خدا کا عقیدہ کامل تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ ذات سرور کون و مکاں۔ جس کے لیے عالم موجودات کو وجود میں لایا گیا جس کے لیے یہ بزم شہود سجائی گئی جس کی خاطر بزم کونین کو رونقیں بخشی گئیں۔ خود عالم وجود میں تشریف لا کر اپنی زبان پاک سے اقرار توحید و رسالت کرائے تب ایمان مکمل ہو اور اسلام تکمیل پائے اور توحید کا صحیح جذبہ انسان میں پیدا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حضور آخری نبی بنا کر بھیجے گئے اور یہی فرق ہمارے اور مودودی صاحب کے بیان کردہ انسان میں ہے کہ وہ کلمہ کے ایک جز لا الہ الا اللہ کے قائل کو موحد جانتے ہیں۔ ہم بغیر محمد الرسول اللہ پر یقین لائے ہوئے مومن یا موحد نہیں مانتے شاید اسی تفریق کی بنا پر مودودی صاحب نے رشی اور منی بھی صف انبیاء میں شامل کر لیے ہیں ان کو یوں بھی توحید کا فریب نظر آرہا ہے لیکن ہر صحیح العقیدہ مومن پر یہ بات اور واضح ہو چکی ہے کہ بغیر اقرار رسالت نہ توحید مکمل نہ ایمان مسلم۔ بہر حال بات پھر وہیں آگئی کہ مودودی صاحب کے رشیوں اور منیوں کی تعلیم اور انبیاء کرام کی تعلیم ایک جیسی تھی یا نہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان وایقان اخلاق و محبت حقیقت و معرفت تہذیب و تمدن توحید تصوف خیالات ونظریات ہر پہلو ہر رخ سے ان رشیوں اور منیوں کی زندگیوں اور تعلیمات کو انبیائے کرام کی پاک زندگیوں اور نیک تعلیمات سے دور کی بھی نسبت نہیں۔ یہ مودودی صاحب کا گمراہ کن نظریہ ہے۔ اب ذرا یہ بھی غور کرتے چلیے کہ ایسی جماعت جس کے بانی کا یہ عالم ہو کہ وہ انبیاء کرام اور رشی منی لوگوں کے کام کو ایک جیسا گردانے کیونکر حق پر ہو سکتی ہے اور اس کو جماعت اسلامی کیسے باور کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر ایسی جماعت کے پیشوا کو ہم اپنا رہنما کیسے مان سکتے ہیں۔

ہم اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور انہیں کے غلام رہیں گے۔ مودودی صاحب رشیوں اور منیوں کے دلدادہ ہوں تو ہوا کریں ہمیں کیا واسطہ۔ وما توفیقی الا باللہ

(ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، اپریل ۱۹۶۲ء)

❖❖❖

جامعہ اَزہر کا تازہ ترین فتویٰ

ترجمہ وتلخیص

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی (انڈیا)

جامعہ اَزہر، مصر کے اَربابِ فقہ وافتا نے ایک سلگتے ہوئے سوال کے جواب میں بڑا ہی معرکۃ الآرا، فکر انگیز، ایمان افروز اور چشم کشا فتویٰ رقم فرمایا ہے۔ افادۂ عام کے لیے اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ -چریاکوٹی-

سوال: اس وقت لیبیا کے اندر کچھ لوگ ایک نئی فکر لے کر خودرو پودے کی مانند اُگ آئے ہیں، خود کو سلف صالحین سے وابستہ بتاتے ہیں؛ مگر یہ نرا ظلم ہے، اور اس کی حقیقت بہتان وفریب کے سوا کچھ نہیں۔ علماے اَعلام، اولیاے کاملین، اور شہدا وصالحین کے مزارات کے قبوں کو مسمار کرنا، قبروں کی کھدائی، اور اُن کے (پختہ وبلند) مقبروں کے نشانات اپنے ہاتھوں، کلہاڑوں اور جدید آلات کے ذریعہ اُکھاڑ پھینکنا اُن کے اَہداف واَغراض میں سرفہرست ہے۔ اور یہ سارا سیاہ کام بلاکسی اِطلاع وہ رات کی تاریکیوں میں کرگزرتے ہیں۔

اِس منحوس عمل کو اس فکر جدید کے حاملین کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پورے شہر میں بس وہی لوگ نہ صرف ایسے فکرواعتقاد کے حامل ہیں بلکہ لوگوں کے اندر بھی اس کی ترویج واِشاعت میں وہ سرگرداں نظر آتے ہیں۔ اُن کے اپنے خودساختہ عقیدے کے مطابق اَولیا وصالحین کی قبروں پر قبے اور عمارات تعمیر کرنا کفروگمرہی ہے۔ یوں ہی اُن پر مساجد بنانا اور ایسی مسجدوں میں نماز اَدا کرنا بھی اُن کے نزدیک حرام کے زمرے میں آتا ہے؛ حالاں کہ انھیں یہ پتا ہوتا ہے کہ اِن قبروں میں بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منسوب ہیں، کچھ کبار

علما و مشائخ کی ہیں جن کی پوری زندگی دعوت الی اللہ سے عبارت رہی۔ کچھ اعلاے کلمۃ اللہ کی خاطر بعض اسلام مخالف جنگوں میں اپنی جانوں کا نذرانہ لٹا دینے والوں کی ہیں؛ مستزاد یہ کہ جن قبروں کو وہ مسمار کیے دیتے ہیں، وہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر حمایت ہیں، اور ان میں سے بیشتر پانچ سو سال قدیم ہیں۔ ان میں زیادہ تر مزارات اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہیں، جن کے ثبوت آج بھی تصویری شکل میں انٹرنیٹ پر دیکھے اور دکھائے جا سکتے ہیں۔

اس تعلق سے علما و مشائخ کا تحقیقی فتویٰ درکار ہے؛ کیوں کہ وہ عوام میں یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ (ان مزارات کے انہدام کی شکل میں ہم دین کی حقیقی خدمت) اور شرک و گمرہی کے اڈوں کا خاتمہ کر رہے ہیں۔

مرسلہ: محمد سالم گجیل۔ بتاریخ: ۲۳ر۱۰ر۲۰۱۱ء۔

مقید برقم: ۵۱۳۰۔ سال: ۲۰۱۱ء۔

جواب: اسلام نے مُردوں کی حرمت کا بھی پاس و لحاظ رکھا ہے، اور ان کی توہین و تذلیل کسی بھی طریقے سے حرام قرار دی ہے؛ لہٰذا ان کی قبروں کی کھدائی کا یہ عمل کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟۔ ایک مسلمان مرنے کے بعد بھی وہی عزت و تکریم رکھتا ہے جو جیتے جی اُسے حاصل تھی۔ اور اگر صاحب قبر اہل اللہ اور صلحاے اُمت سے ہوں تو پھر اُن کے مزارات کے ساتھ یہ زیادتی نہ صرف اَشد حرام ہوگی بلکہ ناقابل برداشت جرم عظیم بھی۔ کیوں کہ یہ وہ مقدس مقامات ہوتے ہیں جہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جس نے انھیں میلی نگاہ سے دیکھا، یا انھیں کسی بھی طرح تکلیف واذیت دینے کا سوچا تو گویا وہ مالک الملک کے خلاف کھلم کھلا اعلانِ جنگ کر رہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث قدسی ہے: 'جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی مول لی، تو میری طرف سے اُسے کھلی دعوتِ جنگ ہے'۔ (صحیح بخاری)

غور طلب اَمر یہ ہے کہ قبر کی جگہ یا تو خود مرنے والے کی اپنی ملک ہوتی ہے، یا کوئی وہ جگہ اُس کے لیے وقف کر دیتا ہے، اور وقف 'حکم شرع ہی کی مانند ہے؛ لہٰذا اِس اعتبار سے بھی

اُس قبر کی کھدائی یا اُس پر تعمیر شدہ قبوں اور عمارات کی مسماری یا اس جگہ کو جس بھی مد میں استعمال کیا جا رہا ہو (اس کا انہدام و استحصال کسی طور) جائز نہیں ہوگا۔

بعض لوگ جو یہ شوشہ چھوڑتے ہیں کہ اُن مسجدوں میں نماز باطل ہے جن میں اولیا وصالحین کی قبریں موجود ہوں تو یہ ایک فتنہ ہے اور اس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ ایسی مسجدوں میں نماز شرعاً نہ صرف جائز ودرست ہے؛ بلکہ درجۂ استحباب میں ہے۔ اس پر کتاب وسنت کے صریح وصحیح دلائل موجود ہیں، سلف صالحین کا اسی پر عمل رہا ہے اور اُن کی اقتدا میں اَخلاف اسی پر کاربند ہیں۔ اَب اُس کے حرام وباطل ہونے کی بات کرنا کسی نئے فتنے کو ہوا دینے کے مترادف ہے، اہل اسلام اس کی طرف مطلق توجہ نہ دیں اور نہ اس پر کبھی عمل کریں۔

کتاب اللہ: قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ٥ (کہف: ۲۱)

(جب اصحاب کہف وفات پاگئے) تو انہوں نے کہا کہ ان (کے غار) پر ایک عمارت (بطور یادگار) بنا دو، ان کا رب ان (کے حال) سے خوب واقف ہے، ان (ایمان والوں) نے کہا جنھیں ان کے معاملہ پر غلبہ حاصل تھا کہ ہم ان (کے دروازہ) پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے (تا کہ مسلمان اس میں نماز پڑھیں اور ان کی قربت سے خصوصی برکت حاصل کریں)۔

اس آیت کریمہ کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ پہلا قول مشرکین کا ہے، اور دوسرا قول اہل توحید کا۔ خاص بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بغیر کسی انکار کے دونوں قول کو اپنی آخری کتاب کا حصہ بنا دیا ہے، تو اس سے شریعت میں دونوں کے نفاذ کا اشارہ ملتا ہے۔ بلکہ موحدین کے قول کا جب قول مشرکین سے موازنہ کیا جائے تو اہل توحید کی بات مدح کا فائدہ دے رہی

ہے؛ کیوں کہ مشرکین کی بات تشکیک آمیز تھی، جب کہ اہل توحید کی قطعی اور حتمی۔ اور ان کی مراد کوئی عام یادگار عمارت نہیں بلکہ مسجد تھی۔

امام رازی اپنی تفسیر میں 'لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا' کے تحت فرماتے ہیں: 'تاکہ ہم اس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت وبندگی اختیار کریں، اور اس مسجد کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی برکت سے اصحاب کہف کے آثار (رہتی دنیا تک) باقی رہیں گے'۔

علامہ شہاب خفاجی اپنے حاشیہ تفسیر بیضاوی میں فرماتے ہیں: 'اس آیت کریمہ نے صالحین کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کرنے کی واضح دلیل فراہم کردی'۔

سنة رسول الله: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اس کا ثبوت حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے امام عبدالرزاق نے معمر سے، ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں، اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں نقل کیا ہے۔ یاد رہے کہ امامانِ مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کی شہادت کے مطابق یہ مغازی کی سب سے مستند کتاب ہے۔ ان تینوں نے یہ روایت امام زہری سے لی ہے، انھوں نے عروہ بن زبیر سے، وہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہم سے کہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کی تدفین ابوجندل بن سہیل بن عمرو کے ہاتھوں عمل میں آئی، اور انھوں نے تین سو صحابہ کرام کی موجودگی میں ساحل سمندر سے لگے اُن کی قبر پر ایک مسجد کی تعمیر بھی کردی'۔ یہ صحیح الاسناد روایت ہے، اس کے سارے امام ثقہ ہیں۔ اَب ظاہر ہے ایسا عظیم الشان کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخفی تو نہ رکھا گیا ہوگا؛ مگر ایسا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس قبر کو مسجد سے نکالنے یا اس کی کھدائی کا حکم جاری فرمایا ہو۔

مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ 'مسجد خیف کے اندر (۷۰) ستر نبیوں کی قبریں ہیں'۔ اس کی تخریج امام بزار، اور طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں کی۔ حافظ ابن حجر مختصر زوائد البزار میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

آثار و اخبار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا خانہ کعبہ کے حطیم میں مدفون ہیں۔ مستند مورخین نے اس کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے، اور علمائے سیرت مثلاً ابن اسحق نے اپنی سیرت، ابن طبری نے اپنی تاریخ، سہیلی نے روض الانف، ابن جوزی نے منتظم، ابن اثیر نے کامل، ذہبی نے تاریخ الاسلام، اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے مورخین نے اپنی اپنی کتب میں یہ روایت درج کی ہے؛ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن قبروں کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔ انھیں ان کی جگہوں سے ہٹانے، یا کھدائی کرکے مسجد خیف یا مسجد حرام سے باہر نکلوانے کا کوئی عمل (اپنی حیات طیبہ میں) نہیں فرمایا!۔

عمل صحابہ: صحابہ کرام کے عمل سے اس کا ثبوت وہ صحیح روایت ہے جسے امام مالک نے اپنی 'موطا' میں نقل کیا ہے کہ جس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو جائے تدفین کے تعلق سے صحابہ کرام کے درمیان اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا: منبر نبوی کے پاس، بعض نے کہا: بقیع میں؛ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

ما دفن نبی قط الا فی مکانه الذی توفی فیه.

یعنی ہر نبی کی تدفین ٹھیک اُسی جگہ عمل میں آئی جہاں اس نے وفات پائی۔

چنانچہ (حجرۂ عائشہ میں جہاں آپ نے چشم مبارک بند کی تھی) قبر کھودی گئی۔ اور یہ بات طے ہے کہ منبر، مسجد کا حصہ ہوتا ہے؛ لیکن اُس وقت کسی صحابی نے اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ ہاں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے صرف اس بنیاد پر اتفاق نہیں کیا کہ ان کے پاس ایک دوسرا حکم نبی موجود تھا کہ آپ کی تدفین وہیں عمل میں آئے جہاں روح مبارک پرواز کرے۔ اس طرح حجرۂ عائشہ میں آپ کو دفن کر دیا گیا جو مسجد سے بالکل ملا ہوا ہے اور جہاں مسلمان نمازیں ادا کیا کرتے ہیں۔ اور بالکل یہی صورت ہمارے زمانے میں بھی ہے کہ جہاں اولیا و صالحین کے

حجرے تھے ان سے متصل مسجد بنادی گئی۔

اس موقع پر بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ مسجد کے اندر ہونا صرف قبرنبی کی خصوصیت ہے؛ مگر یہ درست نہیں، اور اس کی حیثیت دعویٰ بلا دلیل کی سی ہے؛ کیوں کہ اس حجرۂ عائشہ میں نہ صرف تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں بلکہ ساتھ ہی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی مدفون ہیں جس میں وہ رہتی تھیں، اور اپنی پنج وقتہ و نفلی نمازیں پڑھتی تھیں؛ تو گویا مسجد کے اندر قبر کے جائز ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا۔

اجماعی اور عملی طور پر اُمت محمدیہ اسی پر کاربند ہے، اور علماے اُمت اس پر متفق ہیں کہ سلفا وخلفا اہل اسلام کا مسجد نبوی، اور اُن مساجد میں -جن میں قبریں موجود ہیں- نماز پڑھنا بلا انکار جائز ہے۔ اور یہ کوئی آج کے علما کا عمل نہیں بلکہ مدینہ منورہ کے اُن سات فقہا کے زمانے سے چلا آرہا ہے، جنھوں نے ۸۸ھ میں متفقہ طور پر حجرۂ رسول کو مسجد نبوی میں شامل کرلیا تھا۔ یہ کام حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے مدینہ کی گورنری کے عہد میں ولید بن عبدالملک کے حکم پر عمل میں آیا۔ اس دور کے علما وفقہا میں سے کسی نے اس پر کوئی اختلاف نہیں کیا، سوائے سعید بن مسیب کے۔ اور ان کا اعتراض بھی اس لیے نہیں تھا کہ وہ ایسی مساجد میں نماز کو حرام سمجھتے تھے جن میں قبریں ہوں؛ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حجرات نبوی کو اُن کی اپنی اصل حالت پر باقی دیکھنا چاہتے تھے؛ تاکہ اہل اسلام کو اُن سے عبرت پذیری حاصل ہو، اور وہ اسے دیکھ کر اپنے اندر زہد، اور دنیا بیزاری پیدا کریں، اور انھیں کچھ اندازہ ہوسکیں کہ پیارے آقا رحمت سراپا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے مبارک دن کس طرح اور کہاں گزارے ہیں!۔

رہی بات صحیحین میں مروی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اُس حدیث کی کہ تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور أنبیائھم مساجد۔

یعنی یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ

بنا رکھا ہے۔

تو یاد رہے کہ مساجد 'مسجد' کی جمع ہے، اور اس کے اندر مصدر میمی ہے، جس میں زمان ومکان اور حدث پر دلالت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تو یہاں قبروں کو مساجد بنانے کا معنی یہ ہے کہ بوجہ تعظیم ان قبروں کے سجدے کیے جائیں اور ان کی عبادت شروع ہو جائے، جس طرح کہ مشرکین کا بتوں کے ساتھ معاملہ ہے۔ اس کی تائید 'طبقات ابن سعد' میں موجود ایک دوسری صحیح روایت سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

اللهم لا تجعل قبری وثنا، لعن الله قوما اتخذوا قبور انبيائهم مساجد.

یعنی اے اللہ میری قبر کو بت پرستی کی نحوست سے پاک رکھنا۔ خدا کی ان لوگوں پر لعنت پڑے، جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

تو اس حدیث میں یہ ٹکڑا 'لعن اللہ قوما' دراصل 'جعل القبر وثنا' کا بیان واقع ہوا ہے۔ حدیث کا مفاد یہ ہے کہ اے اللہ میری قبر کو بت نہ ہونے دینا کہ جس کے سجدے کیے جائیں اور جس کی عبادت کی جائے، جس طرح کہ کچھ لوگوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدے کیے ہیں۔

امام بیضاوی فرماتے ہیں: جب یہود ونصاریٰ اپنے انبیا کی تعظیم وتکریم میں اس حد تک بڑھ گئے کہ ان کی قبروں کو سجدے کرنے لگے، اور انھیں اپنا قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف توجہ کرنے لگے، اور انھیں بالکل بت ہی بنا لیا، تو ان پر اللہ کی پھٹکار نازل ہوئی، اور اہل اسلام کو ایسے عمل سے سختی سے منع کر دیا گیا؛ لیکن کسی نیک ہستی کے پڑوس میں مسجد بنانا، یا اُن کے مقبرے میں نماز ادا کرنا اس مقصد سے کہ اُن کے روحانی فیوض وبرکات حاصل ہوں۔ نہ کہ بوجہ تعظیم وتوجہ۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مدفن مسجد حرام میں ٹھیک حطیم کے اندر ہے، پھر وہ مسجد دنیا کی افضل ترین جگہ ہے، حتیٰ کہ ہر مصلی حالت نماز میں

اسی کی طرف اپنے رخ کو متوجہ رکھتا ہے۔ صرف ایسے قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے جہاں قبریں کھلی ہوئی ہوں کہ کہ اس میں نجاست ہوتی ہے۔

(لہٰذا ایسے صریح اور روشن دلائل وشواہد سے صرف نظر کر کے) کسی مزار کو اس کی اپنی جگہ سے ہٹانا، یا مسجد کے اندر سے کھدائی کر کے اسے باہر کر دینا، خصوصاً ایسی قبروں کو جو اولیا و صالحین اور شہدا و علما کی طرف منسوب ہیں، یا اس کے نشانات کو محو کرنا اور اوپر کے حصے کو منہدم کر کے اسے زمین کے برابر کر دینا۔ یہ سارے اعمال خواہ کسی بھی صورت کے تحت ہوں۔ شرعاً حرام ہیں، اور گناہ کبیرہ میں شامل ہیں: کیوں کہ اس میں عام مردوں کی بے حرمتی، اور اہل اللہ و صالحین کے حق میں بے ادبی ہے۔ اور انھیں کی شانِ اعلیٰ نشان میں کہا گیا تھا کہ جس نے اُن کو تکلیف و اذیت دی وہ خود کو اللہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار رکھے۔ اور اُن کے تعلق سے ہمیں تو بس اتنا ہی حکم ہے کہ خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ہر حال میں اُن کی تعظیم و توقیر اور عزت و تکریم کی جائے۔

لہٰذا ہم دنیا جہان کے مسلمانوں سے عموماً اور ممالک اسلامیہ کے علما و فضلا، ائمہ و مشائخ، اور ذمہ دارانِ اوقاف وغیرہ سے خصوصاً یہ دینی درخواست اور ضروری اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایسی شیطانی کوششوں اور بے سروپا سرگرمیوں کو ناکام بنانے اور جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے میں پورے شدومد کے ساتھ اپنا مذہبی کردار اور فرضِ منصبی ادا کریں۔

یہ لوگ شرق و غرب کے کونے کونے میں جا کر اُن اولیا و صالحین کی قبروں کو مسمار کر دینا چاہتے ہیں جسے خوش عقیدہ مسلمانوں نے اپنے اَدوار میں تعمیر کیا، اور جس کا آغاز خود ان کے مقدس نبی علیہ السلام کے روضۂ اقدس سے ہوتا ہے۔ اور جسے صحابۂ کرام نے بھی اپنے دور میں برتا ہے: جیسے جدہ کے ساحل پر مقبرۂ ابو بصیر رضی اللہ عنہ...... سرزمین مصر پر اہل بیت عظام مثلاً امام حسین، سیدہ زینب، اور سیدہ نفیسہ کے مقبرے، نیز برگزیدہ ائمہ مذاہب مثلاً امام شافعی، اور لیث بن سعد کی قبریں...... بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، نیز اولیا و صالحین

مثلاً شیخ عبد القادر جیلانی حنبلی کے مزارات...... یوں ہی مصر میں ابوالحسن شاذلی، لیبیا میں عبد السلام اسمر کے مقابر...... اساطین اُمت اور محدثین کرام میں بخارٰی کے اندر امام بخاری، مصر میں ابن ہشام انصاری، امام عینی، قسطلانی، اور سیدی احمد دردیر وغیرہ، ایسے اکابر واسلاف کے اسمائے گرامی کی ایک لمبی فہرست ہے۔ (اُن لوگوں کے بقول) یہ سب شرک کے اڈے اور مشرکین کے اعمال ہیں۔ اور جس وقت مسلمان یہ عمل بجالاتے ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی نحوست میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ اُن کے نزدیک انبیا وصالحین سے توسل، ان کے مزارات ومکانات کی تعظیم وتوقیر بت پرستی اور شرک وبدعت کے زمرے میں آتی ہے؛ حالاں کہ اُمت اِسلامیہ نسلاً بعد نسل صدیوں سے ان پر عمل پیرا چلی آرہی ہے۔

یہ لوگ مسلمانوں کو کافر وفاسق اور بدعتی بنانے میں اہل خوارج سے کسی طور کم نہیں بلکہ دوقدم آگے بڑھ کر اُمت اسلامیہ کی تہذیب وثقافت اور اس کے مجد وشرف کا جنازہ اُٹھانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی دیرینہ تمنا ہے کہ وہ مسلمانوں کے علمی، ثقافتی، اور تاریخی آثار وباقیات کو نوچ نوچ کر نابود کرڈالیں؛ تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے اِحساس کی چنگاری بھی بجھ جائے، اور ان کے لوحِ ذہن پر یہ نقش ہوجائے کہ ان کے اَسلاف گمراہ وگمراہ گر، فاسق وفاجر، بت پرست، غیر اللہ کی پرستش کرنے والے، اور غیر شعوری طور پر شرک سے آلودہ تھے۔ (گویا ؏:
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے)

ان لوگوں کو یہ سب کچھ کرگزرنے کی جسارت وجرأت صرف اپنی بیمار سوچ، اور علمی ناپختگی کے باعث ہوئی؛ کیوں کہ درحقیقت وہ آیات واحادیث جو غیر اللہ کی پرستش کرنے والے مشرکین کی بابت نازل ہوئی تھیں ان لوگوں نے اسے اُن اہل توحید مسلمانوں پر چپاں کرنا شروع کردیا جن کے دل اللہ ورسول کی محبت سے آباد اور اولیا وصالحین کی عقیدت سے پرنور ہیں، اور جو (بحکم شرع) زندہ ومردہ بہر صورت اُن اہل اللہ کی تعظیم وتکریم بجالاتے ہیں۔

یقیناً یہ سب خوارج کی بولیاں ہیں۔ نام بدلا ہوا ہے مگر کام ہو بہو وہی ہے کہ وہ لوگ

بھی مشرکین کے بارے میں نزول شدہ آیات کو قصداً اہل اسلام پر فٹ کر کے (اپنی ابلیسی سوچ کی تسکین کا سامان کرتے تھے، اور اُمت میں افتراق وانتشار کو ہوا دیتے تھے)۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے خوارج کا وصف بیان کرتے ہوئے اسے تفصیل سے بیان کیا ہے، یوں ہی امام طبری نے بھی 'تہذیب الآثار' میں اسے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اس لیے دنیا جہان کے مسلمانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس دین سوز دعوت وتبلیغ کے آگے ناقابل شکن دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں، ان سرکشوں کی سرکشی پر بند باندھیں، اور ان کی بغاوت کی آگ کو ٹھنڈی کریں؛ ورنہ ہمارے اولیا وصالحین کے مزارات، سادات کرام کے مقابر، اساطین اُمت، اور علما وشہداے ملت کے مقامات مقدسہ بازیچہ اطفال بن کر رہ جائیں گی، اور یہ فاسق ومنافق لوگ بے سروپا بہانے تراش کر شیطان کے اشارۂ ابرو پر وہ کچھ کر ڈالیں گے جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

مصر کے بعض اولیا وصالحین کے مقامات مقدسہ پر اس نوپید جماعت کی سورشیں بپا ہونے کے بعد 'مجمع البحوث الاسلامیہ' اپنی غیرت دینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری شدومد کے ساتھ نہ صرف یہ فتویٰ جاری کرتی ہے بلکہ اُمت کے ذمہ داروں سے پرزور اپیل بھی کرتی ہے کہ وہ اس کھلے چیلنج کا مقابلہ کریں، انھیں سختی سے روکیں، اور یہ یقین رکھیں کہ اُن لوگوں کے یہ سارے تصرفات شرعاً حرام بھی ہیں اور عرفاً وقانوناً جرم بھی۔

جیسا کہ حال ہی میں مصر کے وزارت اوقاف سے یہ بیان شائع ہو چکا ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے دور میں گھناؤنی ذہنیت رکھنے والا ایک ایسا گروہ نکل آیا ہے (جو دین کی تعبیر وتشریح من چاہی کرتا ہے) اُن کا مقصد لوگوں کو راہ ہدایت سے ہٹانے کے سوا کچھ نہیں، انھیں علم کی ہوا تک نہیں لگی، وہ اہل اللہ پر بڑی جرأت وبے باکی دکھاتے ہیں، اور ان کے مزارات کو نذر آتش کرنے اور مسمار کردینے ہی کو عین توحید سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت انھوں نے یہ روش اپنا کر اللہ

ورسول کے غضب کو مول لیا ہے، اور مسلمانانِ عالم کو عموماً اور اہل مصر کو خصوصاً دلی رنج واذیت پہنچایا ہے۔ حالاں کہ ہر دور کے علمائے اعلام کا اجماع چلا آرہا ہے کہ صالحین کی قبروں کی بے حرمتی، اُن کی مسماری یا کسی بھی طور سے ان کی بے ادبی شریعتِ اسلامیہ کی روح کے منافی ہے۔ جو بھی ایسا کرتا ہے سمجھیں وہ زمین میں فتنے فساد جگاتا ہے، اور قوم وملک کے امن وسکون کو غارت کرتا ہے۔

لہٰذا شہر لیبیا وغیرہ، اور دیگر اسلامی ملکوں کے اربابِ حل وعقد اور باأثر ورسوخ شخصیات کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس فتنے کا سدباب کریں، اور ایسے منحوس ہاتھوں کو اولیا وصالحین کے مزارات تک پہنچنے سے پہلے ہی مروڑ کے رکھ دیں؛ کیوں کہ اولیاے اُمت کے لیے اُن کے دل میں کوئی احترام وعقیدت کا کوئی شوشہ باقی نہیں رہا۔ -اللہ بس باقی ہوس-

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

امانة الفتوى

محمد وسام خضر، محمد شلبى، عبد الله عجمى حسن، على عمر فاروق، محمد العاشور

۲۰۱۱/۱۰/۲۴ء

(بشکریہ محمد ثاقب رضا قادری لاہور وغلام مصطفیٰ رضوی مالیگاؤں)

پانچویں قسط

اکاذیب آلِ نجد

(غیر مقلد وہابیوں کے جھوٹ)

مناظر اسلام ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

۸۰.....مولوی عبدالغفور اثری وہابی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷، ۳۰، پر الغنیہ کے حوالہ سے لکھا کہ اہل سنت کا صرف ایک ہی نام ہے اور وہ اہلحدیث ہے۔

حالانکہ یہ بات غلط ہے اہلسنت کے مختلف شعبہ جات ہیں اور اس اعتبار سے مختلف نام بھی ہیں مثلاً اہل تفسیر، اہل فقہ، اہل لغت، مجاہد، محدث وغیرہ۔ ملاحظہ ہو نووی بر مسلم ج۲ص ۱۴۳۔

یہ بھی یاد رہے کہ الغنیہ ہمارے نزدیک حجت نہیں، دوسرے اس میں محدثین کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا یہ نام ہے نہ کہ انگریز سے الاٹ شدہ وہابیوں کا۔

۸۱.....ص ۸۸ پر" کیا مقلد اہلسنت ہو سکتا ہے؟" کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے، "اہلسنت اور مقلد دو متضاد لقب ہیں۔ اہلسنت مقلد نہیں ہو سکتا، اور مقلد اہلسنت نہیں ہو سکتا کیونکہ اہلسنت وہ ہوتا ہے جو طریقہ نبوی ﷺ پر کاربند ہو۔ اور مقلد وہ ہے جو غیر نبی کے قول و فعل پر بغیر دلیل کے عمل کرے"۔

یہ جھوٹ، خیانت، فریب اور دھوکہ ہے، دراصل مقلد ہی اہلسنت ہے، کیونکہ وہ طریقہ نبوی ﷺ پر عمل کر رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ مسائل جو واضح طور پر قرآن و سنت میں نہیں ملتے، عام لوگ وہاں تک رسائی حاصل نہیں کرتے اور ان میں اجتہاد و استنباط اور تحقیق و فقاہت کی لیاقت نہیں ہوتی، اس لیے ماہرین قرآن و سنت، مجتہدین امت اور فقہاء ملت اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر شرعی اصولوں کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ اور جو لوگ مجتہد نہیں ہوتے وہ ان کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن و سنت میں اور عمل صحابہ میں ان کے لیے یہی حکم اور نمونہ بیان کیا گیا ہے۔ جس سے وہابی بھی محفوظ نہیں ہیں۔ مقلد ماہر قرآن و سنت مجتہد، امام اور محقق کا قول مان کر درحقیقت قرآن و سنت پر ہی عمل کرتا ہے، اس نے

طریقہ نبوی کو ترک نہیں کیا بلکہ حکم نبوی پر عمل کیا ہے۔ لہذا وہ اہلسنت بلکہ حقیقی و اصلی اہلسنت وہی ہے۔ کیونکہ
قرآن وسنت میں اس کے لیے یہی ترغیب ہے کہ وہ ماہرین قرآن وسنت کے قول ورائے پر عمل کرے
۔ اسے اہلسنت سے خارج کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو تقلید کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ وہابی حضرات کی
مقلد کی مخالفت کرنا درحقیقت قرآن وحدیث وعمل صحابہ کی مخالفت ہے اسی وجہ سے وہ اہلسنت سے خارج
ہیں۔

اثری وہابی نے جو لکھا ہے اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہابی اور سنی دو متضاد چیزیں
ہیں، وہابی سنی نہیں ہو سکتا اور سنی وہابی نہیں ہو سکتا، کیونکہ سنی غیر اجتہادی مسائل میں بلاواسطہ قرآن وحدیث پر
عمل کرتا ہے اور اجتہادی مسائل میں اجماع، اجتہاد واستنباط اور رائے ائمہ کی روشنی میں بالواسطہ قرآن
وحدیث پر عمل کرتا ہے جبکہ وہابی گستاخ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، نبی کی رائے کو حجت نہیں مانتا، ائمہ
اربعہ کی تحقیق کے مقابلہ میں وہابی مولویوں کی رائے پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسنت سے دور ہوتا ہے اس
لیے وہ ہرگز ہرگز اہلسنت نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ وہابی دعوے لاکھ کرتا پھرے۔

مقلد (جو مجتہدین کے واسطہ سے قرآن وسنت پر عمل کرتا ہے) کے اہلسنت ہونے کو خود وہابیوں
نے بھی تسلیم کر رکھا ہے مثلاً: فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۶۵ ۲، فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۱۳ وغیرہ۔

اگر مقلدین اہلسنت سے خارج ہیں تو انہیں سنی کہنے والے وہابی بھی مردود ہونے چاہئیں۔

ثانیا...... وہابیوں نے ائمہ کرام کے اختلافی مسائل کو صحابہ کرام کے اختلافی مسائل کی طرح قرار دے کر مان
لیا کہ جس طرح صحابہ کے اقوال پر عمل کرنے والا سنی ہے اسی طرح اقوال ائمہ کو ماننے والا بھی سنی ہے۔
ملاحظہ ہو فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۴۲، تاریخ اہلحدیث ص ۳ ۲۔

ثالثا...... آج ہر وہابی اس بات کو مانتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق، ان کا اجتہاد درست اور انھوں نے لوگوں کو
قرآن وسنت کی تعلیمات سے آشنا کیا ہے۔ تو جب وہ لوگ قرآن وسنت کی تعلیم دینے والے تھے تو ان کی
تعلیمات پر عمل کرنا قرآن وسنت پر عمل کرنا ہے۔

رابعا...... اگر کسی ماہر قرآن وسنت کے بے دلیل فتوے پر عمل کرنے سے اہلسنت سے خروج لازم آتا ہے تو
وہابی مولویوں نے اپنے فتاوی میں لوگوں کو بے دلیل فتوے دے کر تقلید کی راہ پر لگایا تھا۔ لہذا ان کے بھی

اہلسنت سے خارج ہونے کا اعلان کر دیجئے۔ ملاحظہ ہو! فتاوی برکاتیہ۔ فتاوی اہلحدیث، فتاوی ثنائیہ و دیگر فتاوی جات وہابیہ۔

جب وہابیوں کے بے دلیل فتووں پر عمل کرنے سے ان کے نزدیک اہلسنت سے خروج لازم نہیں آتا تو مجتہدین وائمہ دین کے فتاوی و آراء پر عمل کرنے سے آدمی ہرگز ہرگز اہلسنت سے خارج نہیں ہو سکتا، کیونکہ ائمہ و فقہاء قرآن وسنت سے ہی مسائل حل کرتے ہیں۔

خامساً...... یہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر اہلسنت مجتہدین کی آراء پر عمل کرنے کی وجہ سے مطعون ہیں تو وہابیوں کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس وخواہش کے پابند ہیں، ان کو حدیث سے کوئی سروکار نہیں، بلکہ وہ محدث کی تبویب اور تصحیح و تضعیف کے پابند ہیں۔ وہ حدیث کو ماننے کی بجائے صاحب کتاب کی رائے کو دیکھتے ہیں اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ اس حدیث پر یہ باب باندھا گیا اور اس حدیث کو محدثین نے نہیں مانا۔ (عامہ کتب وہابیہ)

اور انھوں نے صاف لکھا ہے کہ اگر حدیث صحیح بھی ہو لیکن محدث اسے نہ مانتے ہوں تو وہ معتبر نہیں ملاحظہ ہو! نور العینین ص ۵۷ ماہنامہ الحدیث نمبر ۳۸، ص ۱۳۔ از زبیر علیزئی۔

بتایئے مجتہدین کی رائے ماننے والا اہلسنت سے خارج ہے تو محدثین کی رائے ماننے والا کیسے سنی رہ سکتا ہے؟

سادساً...... وہابیوں نے بالآخر مان ہی لیا کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے سلف صالحین کی سوچ اور فہم کا اعتبار ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو! فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۱۵، ۲۳۳۔

اب اثری وہابی اپنا پسندیدہ یہ شعر پڑھ سکتے ہیں:

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں در جاناں پہ جا ملے

۸۲...... ص ۹۰ تا ۹۲ پر انھوں نے یہ چکر دیا کہ امتی اور مقلد دو ضدیں ہیں نبی کریم ﷺ کا سچا امتی کسی امام کا مقلد نہیں ہو سکتا اور کسی امام کا مقلد نبی کریم ﷺ کا سچا امتی نہیں ہو سکتا

حقیقت اس کے برعکس ہے۔ چونکہ جو مسائل قرآن و حدیث میں واضح طور پر نہیں ملتے۔

کرام ان کے متعلق شرعی قوانین کی روشنی میں اپنی آراء پیش کرتے ہیں اور غیر مجتہد ان کی آراء پر عمل کرتے ہیں۔ امتی کی رائے اور قول کو ماننا تقلید ہوتا ہے، جس سے کوئی بھی محفوظ نہیں، خود وہابی حضرات بھی دن رات امتیوں کی آراء کو تسلیم کرتے نہیں شرماتے، اب ایک شخص امتی کے قول کو مان کر اسے نبی نہیں مان لیتا بلکہ امتی ہی سمجھتا ہے کیونکہ تقلید امتی کی ہی ہوتی ہے نبی کی نہیں، بدیں وجہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا مقلد نہیں ہو سکتا۔ سچا امتی وہی ہے کہ جو قرآن و حدیث میں مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں کسی مجتہد کے قول پر عمل کرے، جو اس حقیقت کا انکار کرے وہ آپ کا سچا امتی ہو نہیں سکتا۔

امتی اور مقلد دو ضدیں نہیں بلکہ ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ ہر (صحیح العقیدہ) مقلد امتی ہے، لیکن ہر امتی مقلد نہیں۔

صحابہ کرام آپ کی ظاہری زندگی میں آپ ﷺ سے مسائل دریافت فرما لیتے تھے جبکہ اس کے علاوہ وہ ایک دوسرے کی رائے پر عمل کر کے ایک دوسرے کی تقلید بھی کرتے، اور یہ عمل وہابیوں کے نزدیک شرک ہے، اگر تقلید کرنے والا سچا امتی نہیں تو یہ دریدہ دہن لوگ کیا صحابہ کرام کو سچا امتی نہیں مانتے؟

بے حیا اور بے شرم اور بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

۸۳...... یہ طے شدہ امر ہے کہ تقلید فروعی، اجتہادی، غیر منصوص مسائل میں ہوتی ہے اور وہ بھی عام، غیر فقیہ اور غیر مجتہد لوگ تقلید کرتے ہیں۔ عقائد اور منصوص مسائل میں تقلید نہیں ہوتی اور نہ ہی مجتہد تقلید کرتا ہے۔ اثری وہابی نے اسے بڑے طمطراق سے پیش کر کے کہا کہ صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور خود حنفی بھی ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

یہ جھوٹ اور دجل و فریب کا مظاہرہ ہے، ہم ہرگز ہرگز ترک تقلید، گستاخیوں، بے ادبیوں اور ائمہ کرام کو گالیاں دینے میں وہابیوں کے شریک نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور اپنے مولویوں اور خواہشات نفسانی کے مقلد ہیں، جس سے واضح ہے کہ یہ لوگ اپنے ہی فتوے سے ,,سچے امتی,, نہیں ہیں

نوٹ: شمس بریلوی صاحب کی عبارت سے یہ تاثر دینا کہ فروعی مسائل میں تقلید نہیں ہوتی باطل ہے، کیونکہ

وہ "فروع" سے فقہ حنفی کے اصول و فروع (قواعد وضوابط) مراد لے رہے ہیں، نہ کہ ایمانیات واعمال کے اعتبار سے یہ تقسیم کی گئی ہے۔

۸۴..... ابراہیم میر سیالکوٹی علامہ شہرستانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"اور تعجب ہے کہ غسان (مرجیوں میں فرقہ غسانیہ کا پیشوا) امام ابو حنیفہ سے بھی مثل اپنے مذہب کے نقل کیا کرتا تھا اور آپ کو مرجیوں میں شمار کرتا تھا اور غالبًا یہ جھوٹ ہے"۔ (تاریخ اہلحدیث ص ۴۰)

غالبًا نہیں، یقینًا جھوٹ ہے..... بدبخت غسان نے اپنی شہرت کے لیے امام صاحب کا نام استعمال کیا اور آپ کو مرجی بتا کر آپ پر بہت شرمناک جھوٹ باندھا۔ غسان کے اس جھوٹ اور بہتان کی وجہ سے کئی حضرات غلطی کا شکار ہو گئے اور تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے امام صاحب پر مرجی ہونے کا بے بنیاد فتویٰ جڑ دیا اور اثری صاحب جیسے ناتجربہ کار وہابی مؤلفین نے اس پہ ڈیرہ جما لیا، اور تحقیق نہ کر کے بہتان طرازی کا بدنما دھبہ اپنے چہرے پر سجا لیا اور ورق ورق اسی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنی کذب بیانی اور کج روی کا واضح ثبوت فراہم کیا اس طرح اپنا ایمان اور عاقبت برباد کر ڈالی۔ ان جیسے مفتریوں کو ہمارا مشورہ ہے کہ

لباس خضر میں یہاں ہزاروں رہزن پھرتے ہیں

منزل پہ پہنچنا ہے تو کوئی پہچان پیدا کر

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دجل وفریب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (قسط اول)

میثم عباس رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے انگریزوں کے زیر سایہ چلنے والی ہر باطل تحریک کا علمی محاسبہ کیا اور مسلمانانِ ہندوستان کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اکابرین دیوبند اور مرزا قادیانی کی گستاخانہ کفریہ عبارات کی سنگینی کو سب پر ظاہر کیا اور علمائے حرمین شریفین سے ان عبارات پر حکم شرعی طلب کیا۔ علمائے حرمین شریفین نے ان عباراتِ کفریہ پر کفر کا فتویٰ جاری کیا فتویٔ کفر جاری ہوتے ہی دیو بندیوں کی صفوں میں کہرام برپا ہو گیا۔ علماء دیوبند کو چاہیے تو یہ تھا کہ ان عبارات کفریہ سے توبہ کرتے لیکن توبہ کرنے کی بجائے الٹا انہوں نے علماء و اہلسنت بالخصوص اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی پر جھوٹ وفریب کے طومار باندھنا شروع کر دیے۔ دیوبندیوں کی طرف سے طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگائے گئے اگر اس کی تفصیل بیان کروں تو بات طویل ہو جائے گی فی الحال اسی سلسلہ میں لکھی جانے والی ایک سراپا کذب وافتراء کتاب بنام ''فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ'' کے دجل وفریب کا مختصر نمونہ قارئین کے سامنے پیش کروں گا اس

کتاب کا مولف دیو بندیوں کا نام نہاد ''متکلم'' مولوی الیاس گھمن دیو بندی ہے یہ کتاب اس موضوع پر کوئی نیا اضافہ نہیں کیونکہ یہ کتاب مطالعہ بریلویت وغیرہ سے سرقہ (چوری) کر کے لکھی گئی ہے اور حد تو یہ ہے کہ اس کتاب میں بعض جگہوں پر سرخیاں بھی وہی برقرار رکھی گئی ہیں جو کذاب زماں ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیو بندی نے دی ہیں۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی پرانا چور ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی یہ ایک کتاب بنام ''فرقہ غیر مقلدین پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' تیار کر کے شائع کر چکا ہے یہ کتاب بھی مختلف کتب سے سرقہ (چوری) کر کے لکھی گئی ہے۔ قارئین کرام! یہ دیو بندیوں کے مستند عالم کی علمی قابلیت ہے۔

اب ذیل میں مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے جھوٹ اور فریب کا مختصر رد ملاحظہ کریں۔

مولوی الیاس گھمن کا جھوٹ نمبر ۱:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے اپنی کتاب میں فتاویٰ رضویہ کے بارے میں مطالعہ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۸۱ کی نقل کرتے ہوئے لکھا کہ:

''اب تک صرف اس کی پانچ جلدیں شائع ہوئی ہیں۔''

اور مزید آگے یہ لکھا ہے کہ

''فتاویٰ رضویہ اب تک مکمل صورت میں چھپا ہوا دُنیا میں کہیں موجود نہیں۔'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ سرگودھا)

یہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا وہ سفید جھوٹ ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے قارئینِ کرام! الحمد للہ فتاویٰ رضویہ تخریج کے ساتھ ۳۰ جلدوں

میں رضا فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہو چکا ہے جس کو شائع ہوئے بھی ۱۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ (قدیم) کافی عرصہ پہلے بارہ جلدوں میں مکتبہ رضویہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے لہٰذا مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے کہ فتاویٰ رضویہ کی صرف ۵ جلدیں شائع ہوئی ہیں۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا جھوٹ نمبر ۲:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی دجال نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے میں دوسرا جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''مولانا کو وفات پائے بھی ساٹھ سال سے زیادہ ہونے کو ہیں۔'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۹۔۱۰۰ مطبوعہ سرگودھا) اس کے بعد ایک اور جگہ دیو بندی کذاب جھوٹ بولتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''مولانا موصوف کی وفات کو اب تقریباً ساٹھ ستر سال ہو رہے ہیں۔''
(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۹)

لطیفہ ملاحظہ کیجئے کہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۶ پر لکھا ہے کہ ''مولانا احمد رضا کی وفات ۱۳۴۰ھ میں ہوئی۔'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۸۶ مطبوعہ سرگودھا) بمطابق ہجری تقویم ۱۴۳۲ ہجری میں آپ کی وفات کو ۹۲ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور عیسوی تقویم کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وفات ۱۹۲۱ میں ہوئی اس کے مطابق ۲۰۱۱ میں آپ کی وفات کو ۹۰ سال ہو چکے ہیں اس لیے اعلیٰ حضرت

کی وفات کے عرصہ کو ۶۰ یا ۷۰ سال کہنا دیو بندیوں کے اس "متکلم" کا جھوٹ ہے۔ سچ ہے کہ:

دروغ گورا حافظہ نباشد

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا جھوٹ نمبر ۳:

الیاس گھمن خائن نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ذمے جھوٹ باندھتے ہوئے لکھا ہے:

"خدا سے لڑائی لینے کا عقیدہ: مولانا احمد رضا خان ایک مقام پر لکھتے ہیں:

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی

نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ سرگودھا)

قارئین کرام! یہ بھی مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا سیاہ جھوٹ ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا قطعاً یہ عقیدہ نہیں تھا۔ قارئین آپ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کے نقل کردہ شعر کے بعد والا شعر ملاحظہ کریں جس میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

عطائیں مقتدر غفار کی ہیں

عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث

اعلیٰ حضرت کے اشعار کا مطلب یہ ہے کہ منکرین یعنی دیو بندی وہابی غوث پاک کے اختیارات کو نہیں مانتے اس لیے یہ ان اختیارات کو نہ مان کر اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول لیتے ہیں اپنی اسی بات کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں:

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت نے ان اشعار میں وہابیہ، دیابنہ وغیرہ منکرین کا رد کیا ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت کے اشعار پر اعتراض کرنے سے پہلے مولوی منظور نعمانی دیوبندی کی عبارت پڑھو جس میں منظور نعمانی لکھتا ہے کہ ''علماء کے اشعار کا کثیر المعنی ہونا کوئی لائق تعجب امر نہیں۔'' (سیف یمانی صفحہ ۶۴ ناشر مدنی کتب خانہ نور مارکیٹ اُردو بازار گوجرانوالہ) لہٰذا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اس شعر پر اعتراض کرنا تمہارا جھوٹ اور فریب ہے۔

آئینہ دیکھئے:

گھسن جی! آپ نے اعلیٰ حضرت کے ذمہ جو جھوٹ باندھا ہے وہ تو سب پر عیاں ہو گیا لیکن ہمارے علم میں آپ کے اکابرین دیوبند میں سے ایک صاحب تھے جن کے بارے میں دیوبندیوں نے بھی لکھا ہے کہ وہ اللہ سے لڑائی کرتے تھے۔

مولوی تقی الدین مظاہروی دیوبندی نے مولوی زکریا دیوبندی سے یہ نقل کیا کہ:

''حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی بعض دفعہ ایسی باتیں فرماتے جو باتیں یہ کہتے ہیں اگر ہم کہنے لگیں تو گردن ناپ دی جائے ہر شخص کا ایک منصب ہوتا ہے ان بزرگ سے بارش کی دُعا کے لیے جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے کہا کہ ''میری اللہ میاں سے لڑائی ہو رہی ہے۔'' پھر خدام سے فرمایا میری لنگی دھوپ میں لے جا کر ڈال دو وہ اس کو سوکھنے نہیں دیں گے چنانچہ خدام نے دھوپ میں ڈال دیا ابر آیا اور خوب بارش ہوئی انہوں نے فرمایا کہ بھائی میں نے کہا

تھا کہ سوکھنے نہیں دیں۔" بھائی محبت میں نازو نخرے سب برمحل ہیں اگر ہم کہیں تو مفتی کفر کا فتویٰ دیں گے۔

(صحبت با اولیاء صفحہ ۱۴۲ ناشر ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)

اب بتائیے گھمن جی! مولوی یعقوب نانوتوی دیو بندی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ یاد رہے کہ اللہ سے لڑائی لینا آپ کے قاسم نانوتوی نے بقول مفتیانِ کرام کفر کہا ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا جھوٹ نمبر ۴:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر بہتان باندھتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"انہوں نے زہر کی یہ گولی مسلمانوں کے حلق میں حضور کی محبت اور عظمت کے نام سے اُتاری اور اب وہ کھلے بندوں حضور کی بشریت سے انکار کرتے ہیں۔"
(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ سرگودھا) اس کے بعد ایک اور جگہ لکھا ہے:

"کیا آپ کی بشریت سے انکار کفر نہیں اور کیا یہ کھلا انکار قرآن نہیں۔"
(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ سرگودھا)

مولوی الیاس گھمن دیو بندی دجّال نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بارے میں صریح جھوٹ بولا ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت سے انکار کیا ہے۔ مولوی الیاس گھمن دیو بندی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحریر سے ہرگز

یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ علیہ الرحمۃ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت سے انکار کیا ہے یہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کذاب کو میرا چیلنج ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کی تردید مفتی احمد ممتاز دیو بندی (تلمیذ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیو بندی) کے قلم سے:

مفتی احمد ممتاز دیو بندی نے اپنی کتاب ''پانچ مسائل'' میں لکھا ہے کہ:

''اعلیٰ حضرت سب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جنس بشر ہی میں سے سمجھتے تھے آپ لکھتے ہیں اجماع اہل السنۃ ہے کہ بشر میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے سوا کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم جانے اہل السنۃ سے خارج ہے۔ (روام العیش ص ۲۷ مطبوعہ بریلی شریف)

فائدہ: کیا اس میں تصریح نہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں اور ایسے بشر ہیں کہ گناہ ان سے صادر نہیں ہوتا۔ (پانچ مسائل صفحہ ۷۵ از مفتی احمد ممتاز دیو بندی ناشر کتاب گھر السادات سینٹر ناظم آباد کراچی)

دیو بندی مفتی کے قلم سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی صداقت اور مولوی الیاس گھمن دیو بندی کی بطالت خوب ثابت ہوئی الحمد للہ۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کی تردید تین دیو بندی علماء کے قلم سے:

دیو بندیوں نے ایک کتاب بنام ''انصاف'' شائع کی ہے جس کو ۳ عدد دیو بندی علماء (مولوی صابر دیو بندی، مولوی عبد السلام دیو بندی اور مولوی محمد امتیاز دیو بندی) نے مرتب کیا ہے اس کتاب میں مسئلہ بشریت کے تحت انہوں نے یہ

اعتراف کیا ہے "قدیم بریلویت میں یہ مسئلہ اتفاقی ہے دیکھئے بہار شریعت جاء الحق اور فتاویٰ افریقہ وغیرہ ان سب میں لکھا ہے کہ نبی انسان ہوتے ہیں۔"

(انصاف صفحہ ۴۹، ناشر مکتبہ فاروقیہ ہزارہ روڈ حسن ابدال ضلع اٹک)

الحمد للہ اہلسنت و جماعت نے کبھی بھی انبیاء کی بشریت سے انکار نہیں کیا۔

۲ دیو بندی علماء کی تحریر کردہ کتاب کے اس اقتباس سے مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا کذب خوب واضح ہو رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر معتبر علمائے اہلسنت نے بشریت کا انکار نہیں کیا۔

حضور ﷺ کی نورانیت کے متعلق دیو بندی حکیم الامت کا عقیدہ:

مولوی الیاس گھمن جی! لگے ہاتھوں اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی کا حوالہ بھی ملاحظہ کرتے جائیں جس میں اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ "حضور اپنے وجود نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے ہیں اور عالم ارواح میں اس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی ہے آخر زمانہ میں اس اُمت کی خوش قسمتی سے اس نور نے عنصر میں جلوہ گر و تاباں ہو کر عالم کو منور فرمایا۔" (ارشاد العباد فی عید المیلاد صفحہ ۶ مطبوعہ شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

نیز مولوی اشرف علی تھانوی دیو بندی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں بھی نورانیت مصطفیٰ ﷺ کے اثبات والی احادیث نقل کی ہیں۔ لہٰذا مولوی الیاس گھمن دیو بندی سے میرا یہ سوال ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور تسلیم کرنے کی وجہ سے آپ کے عقیدہ کے مطابق مولوی اشرف علی تھانوی صاحب بھی عقیدہ بشریت کے

انکاری ثابت ہوئے یا نہ؟ اگر ہوئے تو جو بکواس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے میں کی ہے اپنے حکیم الامت کے بارے میں بھی کرو اور اگر کہو کہ تھانوی صاحب عقیدہ بشریت کے منکر نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت منکر کیوں؟ معقول وجہ بیان کی جائے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا جھوٹ نمبر ۵:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں جھوٹ بولتے ہوئے لکھا کہ:

''انہوں نے اس پر عمارت کھڑی کی کہ آنحضرت اللہ کے نور ذات سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ ذاتاً نور ہیں اور اللہ کے نور ذات کا ایک حصہ ہیں۔''

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ سرگودھا)

ایک اور جگہ گھمن کذاب لکھتا ہے کہ:

''یہ لوگ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وجود ذات سمجھتے ہیں۔'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۸۵)

یہاں بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے ہم اہلسنّت پر صریح جھوٹ بولا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب ''صَلاتُ الصَّفَا فِی نُورِ الْمُصْطَفٰی'' میں ۱۳ ھ ۲۹ سے ایک سوال اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کا جواب دیا ہے اس کے کچھ اقتباسات ملاحظہ کریں:

''عمرو کا قول سخت باطل و شنیع وگمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف مُنْجر ہے اور اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اُس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق

ہے۔" (مجموعہ رسائل مسئلہ نور وسایہ صفحہ ۷ مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی) اسی کتاب میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنے نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کے لیے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کل، ذاتِ نبی ہوگیا اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے حضور سید عالم ﷺ خواہ کسی شے کو جزءِ ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین ونفسِ ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔"

(مجموعہ رسائل مسئلہ نور اور سایہ صفحہ ۱۶ ناشر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ زرقانی شریف سے نقل کرتے ہیں۔

ای من نور ھو ذاته لا بمعنی انھا مادة خلق نوره منھا بل بمعنی تعلق الا رادہ بہ بلا واسطہ شیئ فی وجودہ۔ (شرح زرقانی مواہب لدنیہ امام قسطلانی ج ۱ صفحہ ۵۵)

"یعنی اِس نور سے جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔" (مجموعہ رسائل مسئلہ نور و سایہ صفحہ ۱۵)

اس کی مثال کے ذریعہ وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس کے کہ آفتاب خود آئینہ ہوگیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفسِ ذات آفتاب

سے بلاواسطہ روشن ہے باقی بوسائط ورنہ حاشا کمال مثال اور اور کہاں اور بارگاہ جلال باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک ہے غرض کس بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن حتیٰ کہ نفسِ وساطت بھی یکساں نہیں کما لا یخفی وقد اشرنا الیہ۔

(مجموعہ رسائل مسئلہ نور و سایہ صفحہ ۱۶)

زیادہ تفصیل درکار ہو تو سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا رسالہ "صلاتُ الصَفَاء" ملاحظہ کریں۔ قارئین! مندرجہ بالا نقل کردہ اقتباسات سے یہ بات بخوبی روشن ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا وہ عقیدہ ہرگز نہ تھا جو مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اعلیٰ حضرت کے ذمے لگایا ہے بلکہ یہ مولوی خالد محمود مانچسٹروی کذاب کا کذب ہے جو مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے نقل کیا ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا جھوٹ نمبر ۶:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی کتاب میں جھوٹ بولتے ہوئے لکھا کہ:

''پروفیسر محمد ایوب قادری بریلوی کی کتاب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۵۳۸ مطبوعہ سرگودھا)

یہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا شرمناک جھوٹ ہے کہ پروفیسر ایوب قادری بریلوی ہے۔ پروفیسر مذکور کے دیوبندی یا مائل بہ دیوبندیت ہونے کے متعلق ذیل میں مختصراً دلائل ملاحظہ کریں۔

(۱) پروفیسر ایوب قادری کی مترجمہ و مرتبہ کتاب ''وصایا اربعہ'' کا صفحہ ۱۲۷ تا ۱۴۲ اس کے دیو بندی ہونے کا کافی ثبوت ہے اسی کتاب میں ایک جگہ حاشیہ میں پروفیسر ایوب قادری دیو بندی نے لکھا ہے کہ:

''شرک کے رد میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے حفید سعید شاہ اسماعیل (ش ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کی کتاب تقویۃ الایمان اور اس خاندان کے دوسرے تربیت یافتہ علماء مثلاً مولوی خرم علی بلہوری (ف ۱۲۷۳ھ/۱۷۵۶ء) کی ''نصیحۃ المسلمین'' اور مولوی اولاد حسن قنوجی (ف ۱۲۵۳ھ/۸_۱۸۳۷ء) کی رسالہ وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔''

(وصایا اربعہ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد (پاکستان) بارہ اول ۱۹۶۴ء)

(۲) پروفیسر ایوب قادری کی کتاب ''مولانا محمد احسن نانوتوی'' کے شروع میں مفتی شفیع دیو بندی و مولوی عبد الرشید نعمانی دیو بندی ہر دو حضرات نے پروفیسر ایوب قادری کو اپنا دوست قرار دیا اور اس کتاب کی تعریف کی اس کتاب میں پروفیسر ایوب قادری دیو بندی نے مولوی قاسم نانوتوی دیو بندی کے بارے میں لکھا کہ:

''ایسے باپ کو اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد قاسم جیسا گوہر شب چراغ عطا فرمایا کہ جس کی ضیا باریوں سے ایک عالم مستنیر ہوا۔'' (مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۰۷ ناشر مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی)

نیز پروفیسر ایوب قادری کی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی کے بیک ٹائٹل

پر ''تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان'' ''نصیحۃ المسلمین'' ''سیف یمانی'' ''فیصلہ کن مناظرہ'' اور دیگر دیو بندی کتب کو علمی کتب لکھا گیا ہے۔

گھمن جی! بتائیے کیا مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی خرم علی بلہوری، مولوی اولاحسن قنوجی اور مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ کی تعریف کرنے والا بریلوی ہے؟ بالکل نہیں ان دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہے کہ پروفیسر ایوب قادری کم از کم مائل بہ دیو بندیت ضرور ہے لہٰذا اسے بریلوی کہنا سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا جھوٹ نمبر ۷:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کذاب نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کتاب "الامن و العلی'' سے ایک نامکمل عبارت نقل کر کے اعلیٰ حضرت پر جھوٹ بولا۔ گھمن دیو بندی نے یہ سرخی دی ''رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں'' اس کے بعد لکھتا ہے کہ:

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات و الارض ہیں۔ اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو یہ شرک نہ ہو گی۔'' (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۴۵ مطبوعہ سرگودھا) اس کے بعد مولوی الیاس گھمن دیو بندی دو آیات کا ترجمہ لکھ کر لکھتا ہے کہ:

خان صاحب کو دیکھیے کہ وہ کس دیدہ دلیری سے حضور اکرم کو اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں مانتے ہیں کیا یہ عقیدہ کسی مسلمان کا ہو سکتا ہے؟

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ سرگودھا)

قارئین کرام! یہاں بھی مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے جھوٹ سے کام لیا ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں۔ استغفر اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ خبریہ نہیں استفہامیہ ہے اور اس بات کا اقرار دیو بندیوں کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی کرمنگی کو بھی ہے سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے کہ:

"الامن و العلیٰ" کی عبارت کے سیاق و سباق سے یہ بات تو واضح اور ظاہر ہو جاتی ہے کہ واقعی یہ جملہ استفہامیہ ہے۔" (حاشیہ چہل مسئلہ حضرات بریلویہ صفحہ ۸ ناشر مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

ثابت ہوا کہ یہ بھی مولوی الیاس گھمن دیو بندی کذاب سیاہ جھوٹ ہے۔

قارئین کرام کے سامنے "الامن و العلی" کتاب سے یہی عبارت سیاق و سباق کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے تاکہ آپ یہ بھی یہ حقیقت واضح ہو کہ دیو بندی اعلیٰ حضرت سے اس قدر بغض رکھتے ہیں کہ آپ کی کتابوں کی عبارات میں تحریف کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ:

"مسلمانو! للہ انصاف جو بات خاص شانِ الٰہی عزوجل ہے جس میں کسی مخلوق کو کچھ دخل نہیں اُس میں دوسرے کو خدا کے ساتھ "اور" کہہ کر ملایا تو کیا اور "پھر" کہہ کر ملایا تو کیا۔ شرک سے کیوں کہ نجات ہو جائے گی مثلاً آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی ذاتی قدرت سے تمام اوّلین و آخرین کا رازق ہو خاص خدا کی شانیں

میں کیا اگر کوئی یوں ہیں کہے کہ اللہ و رسول خالق السموٰت والارض ہیں اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق عالم ہیں جبھی شرک ہو گا؟ اور اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموٰت والارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہو گا؟" (الامن و العلیٰ صفحہ ۲۰۱)۔ قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی و دیگر دیو بندی حضرات خیانت کر کے اعلیٰ حضرت کے ذمے جھوٹ باندھتے ہیں۔

الامن و العلیٰ میں اعلیٰ حضرت ایک جگہ ذاتی اور عطائی کے متعلق فرماتے ہیں کہ "احکام الٰہیہ دو قسم کی ہیں تکوینیہ مثل احیاء و اماتت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرھا عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ کیا اُن کے لیے خدا کی اُلوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اُن کے واسطے دین میں وہ راہیں نکالیں جن کا خدا نے حکم نہ دیا اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں قال اللہ تعالیٰ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

(الامن و العلیٰ صفحہ ۱۴۸)

دیکھیے کس صراحت سے اعلیٰ حضرت مخلوق سے کسی بھی قسم کے ذاتی کمال کی نفی کر رہے ہیں لیکن دیو بندی کذاب کو دیکھیے کہ آپ علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی

پر جھوٹ باندھنے سے نہیں شرماتا۔

دیوبندی کذاب گھمن جی! آیئے آپ کو آپ کے گھر تک پہنچا دوں۔ الحمد للہ اعلیٰ حضرت کی تحریر سے یہ تو میں نے ثابت کر دیا کہ آپ مخلوق میں کسی کمال ذاتی کے قائل نہیں جیسا کہ ''الامن العلی'' اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت شاہد ہیں لیکن آپ کے امام ربانی غوث اعظم مولوی رشید گنگوہی دیوبندی نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ایک سوال کے جواب میں حضور علیہ السلام کے ذاتی علم غیب کے قائل کی بھی تکفیر نہیں کی بلکہ تاویل کرنے کا حکم دیا ہے ملاحظہ کریں:

''جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہٰذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے زبان روکے اور تاویل کرے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۱۵ ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دوکان نمبر ۲ اردو بازار کراچی)

گھمن جی! اسے بغور پڑھیے اور بتایئے کہ علم غیب ذاتی کے قائل کی آپ کیا تاویل کریں گے ذرا ہمیں بھی تو سمجھایئے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے ایک مطالبہ:

گھمن جی کہاں تو آپ کے امام مولوی اسماعیل گنگوہی نے تقویۃ الایمان میں علم غیب عطائی کے قائل کو بھی مشرک لکھا اور کہاں گنگوہی جی کہ علم غیب ذاتی کے قائل کی بھی تکفیر نہیں کرتے بلکہ تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں اس لیے آپ سے یہ مطالبہ ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کے مندرجہ بالا نقل کردہ اقتباس کو اپنے مین اسلام تقویۃ الایمان

کی روشنی میں درست ثابت کریں۔

میرا یہ دعویٰ ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی کذاب اس کو ہرگز ہرگز درست ثابت نہیں کر سکے گا انشاء اللہ۔

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کا جھوٹ نمبر ۸:

مولوی الیاس گھمن دیو بندی کذاب نے ''المیزان امام احمد رضا نمبر'' کے صفحہ ۲۱۹ کے حوالے اعلیٰ حضرت پر جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''سجادہ نشین صاحب نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے رکھوالی کے لیے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلیٰ حضرت نے اعلیٰ نسل کے دو کتے خانقاہ عالیہ کو دیکھ بھال کے لیے بذات خود دیے۔ پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کو کتے پالنے کا بھی شوق تھا یا کتے پالنے والوں کے ساتھ آپ کے گہرے روابط تھے تبھی تو مرشد گرامی نے آپ سے ان کی فرمائش کی تھی۔ مرشد گرامی کی مالی حالت معلوم ہوتی ہے تبھی تو اس کی حفاظت کے لیے مرشد و مرید دونوں کو کتوں کی فکر تھی۔ (فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۷۵، ۷۶ مطبوعہ سرگودھا)

اس مندرجہ بالا اقتباس میں مولوی الیاس گھمن دیو بندی خبیث نے جھوٹ بولا اور المیزان کے امام احمد رضا نمبر سے نامکمل اقتباس نقل کیا ذیل میں قارئین کے سامنے ذیل میں المیزان کے امام احمد رضا نمبر سے یہ واقعہ سیاق و سباق کے ساتھ نقل کرتا ہوں جس سے آپ پر واضح ہو گا کہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کذاب اور خبیث شخص ہے جو ہم اہلسنت پر

اس طرح کے بے بنیاد الزامات لگاتا ہے۔

المیزان کے امام احمد رضا نمبر میں لکھا ہے کہ:

''حضرت خواجہ خواجگان کا قول ہے بہتے پانی کی آواز سنتے ہو کیسے شور برپا کرتی ہیں مگر جونہی دریا میں پہنچتی ہیں خاموش ہو جاتی ہیں خاموشی بھی بڑی نعمت ہے کاش نام ونمود کے متوالے ریاکار اشخاص اس قول جمیل سے سبق حاصل کریں سالک کو تو اپنے پیر سے نسبت رکھنا چاہیے لیکن دوسرے بزرگوں سے بھی اسی طرح احترام وعقیدت سے پیش آنا چاہیے جس طرح اپنے سلسلے کے بزرگوں سے عقیدت رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اپنے پیرومرشد کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ کے روضۂ اقدس پر بہت پُر اثر عالمانہ وصوفیانہ تقریر کیا کرتے تھے۔ جب سجادہ نشین صاحب نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے رکھوالی کے لیے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلیٰ حضرت نے اعلیٰ نسل کے دو کتے پیش خانقاہ عالیہ کی دیکھ بھال کے لیے بذات خود دے آئے اور فرمایا کہ حضرت ان کتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے یہ سارا کام کاج کریں گے اور رات کے وقت رکھوالی بھی۔ جانتے ہیں آپ یہ دو کتے کون سے تھے آپ کے دونوں صاحبزادگان جن میں سے ایک قبلہ مفتی اعظم ہند تھے اور دوسرے تو زمانہ ہوا غریق رحمت ہو گئے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔'' (ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا نمبر صفحہ ۲۱۹)

قارئین کرام المیزان کے اس مندرجہ بالا اقتباس پڑھنے کے بعد مولوی الیاس گھمن کی خباثت بہت اچھی طرح واضح ہو رہی ہے کہ کس طرح اس خبیث نے اپنی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کے بارے میں بکواس کی ہے

مندرجہ بالا اقتباس سے تو اعلیٰ حضرت کی اپنے پیرو مرشد سے عقیدت کا پتہ چلتا ہے نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سجادہ نشین صاحب نے رکھوالی (حفاظت) کے لیے کتوں کا کہا تھا جیسا کہ مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے بھی حفاظت کا لفظ لکھا ہے۔ گھمن کذاب سے میرا یہ سوال ہے کہ رکھوالی (حفاظت) کے لیے کتا پالنے میں شرعاً کیا چیز مانع ہے؟ اگر ہے تو بیان کرے ورنہ خواہ مخواہ جھوٹ فریب سے کام لے کر اپنا غبار نکالنے سے کیا فائدہ؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کتوں کے متعلق احکام شرعیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔''

اس کے بعد حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں کہ:

''تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لیے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لیے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو۔''

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۲۴ صفحہ ۶۵۸ ناشر رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لوھاری دروازہ لاہور)

اس کے باوجود اعلیٰ حضرت پر یہ بہتان لگانا کہ آپ کو کتے پالنے کا شوق تھا وغیرہ وغیرہ یہ سراسر کذب بیانی ہے۔ ہاں یہ بات یوں کہی جا سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اللہ و رسول کی شان میں بھونکنے والے جہنم کے کتوں کا خوب تعاقب کیا جس کی تکلیف ان کی معنوی اولاد کی تحریروں سے خوب محسوس ہو

رہی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی جی! آیئے آپ کو آپ کے فرقہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کا ایک فتویٰ بھی دکھا دوں جس میں دیوبندی مفتی نے جائز فائدے کے لیے کتا پالنے کی اجازت رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے ذیل میں سوال اور جواب ملاحظہ کریں:

سوال: کتے کی خرید وفروخت از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: رسول اللہ نے کسی جائز فائدے اور نفع کے لیے کتے کی خرید وفروخت کی اجازت دی ہے مثلاً شکار یا چوکیداری یا فصل وغیرہ کی حفاظت کی خاطر کتا خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً مرخص ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ جلد ۶ صفحہ ۵۰) مسند امام اعظم و ہدایہ شریف میں بھی جائز ضرورت کے تحت کتے کی خرید وفروخت کا جواز بیان کیا گیا ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر یہ اعتراض مولوی الیاس گھمن کی فقہ حنفی سے جہالت کا ثبوت ہے یا یہ شخص جان بوجھ کر اعلیٰ حضرت کے بغض میں اس طرح کی ذلیل حرکات کرتا ہے اختصار کے پیش نظر اتنا ہی لکھ رہا ہوں ورنہ اس کے متعلق مزید گفتگو ہو سکتی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا جھوٹ نمبر ۹:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے انبیاء علیہم السلام کی بشریت ثابت کرنے کے لیے قرآن پاک پر بھی صریح جھوٹ بولا اور سورۂ ابراہیم کے حوالے سے تحریف کرتے ہوئے رسولوں کے بارے میں لکھا کہ:

"رسولوں نے اپنی اپنی اُمتوں سے کہا کہ ہم تو تمہاری طرح بشر ہیں انسان ہیں آدمی ہیں یعنی خدا کی خدائی میں انسانوں کی طرح محتاج وفقیر ہیں۔"

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ سرگودھا)

قارئین کرام! مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے سورۂ ابراہیم کی آیت کے حوالے سے انبیا کو محتاج وفقیر کہا اب آیئے اور ملاحظہ کیجئے کہ دیو بندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے؟

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ترجمہ) "اُن کو کہا اُن کے رسولوں نے ہم تو یہی آدمی ہیں جیسے تم۔" (سورۂ ابراہیم آیت ۱۱ پارہ ۱۳)

قارئین کرام! الیاس گھمن کے تحریر کردہ الفاظ محتاج وفقیر آیت میں موجود نہیں ہیں۔ آپ کے سامنے دیو بندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن کا ترجمہ بھی نقل کیا گیا ہے اس میں بھی کہیں لفظ "محتاج وفقیر" نہیں ہے۔ لہٰذا مولوی الیاس گھمن دیو بندی نے محتاج وفقیر لکھ کر انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ اور بہتان باندھا ہے اور بالخصوص لفظ فقیر کس طرح بھی انبیاء کی شان کے لائق نہیں ہے یہ مولوی الیاس کی خباثت قلبی ہے کیا انبیاء کی شان اسی طرح بیان ہوتی ہے؟ کیا ایسی جسارت کر کے ہی ان کی بشریت اور ان کا بے اختیار ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے؟

دیو بندیوں کے بزرگ "ابن تیمیہ" نے "الصارم المسلول" میں لکھا ہے کہ:

ایک آدمی شفقہ نامی تھا جو رسول کریم کی توہین کیا کرتا تھا مناظرہ کے دوران وہ آپ کو "یتیم ختن حندرہ" کے نام سے موسوم کیا کرتا وہ کہا کرتا تھا کہ رسول کریم کا زہد اختیاری نہیں ہے اگر ان کو اچھے کھانے ملتے تو کھا لیتے اس قسم کی

گفتگو کیا کرتا تھا۔ (الصارم المسلول صفحہ ۷۴۶، ۷۴۷ مطبوعہ ناشران قرآن لمیٹڈ اُردو بازار لاہور ۱۹۹۱ء مترجم غلام احمد حریری)

اور امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب السیف المسلول میں لکھا ہے کہ:

"فقہاء اندلس نے ابن حاتم طلیطلی کے قتل کا فتویٰ دیا کیونکہ اس نے دورانِ مناظرہ حضور کو یتیم داماد حیدر کہہ دیا اور کہا ان کا زہد اختیاری نہ تھا اگر وہ پاکیزہ اشیا پر قادر ہوتے تو تناول کرتے۔" (السیف المسلول ترجمہ بمعہ اسلام اور احترام نبوت صفحہ ۳۲۲ ناشر کاروان اسلام پبلیکیشنز جامعہ اسلامیہ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور)

ان دونوں اقتباسات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو فقیر و محتاج کہنا گستاخی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کے دور میں حضور کو محتاج و فقیر کہنے والے گستاخ ابن حاتم وغیرہ کی روحانی اولاد ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا جھوٹ نمبر ۱۰:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کذاب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مختلف کتب پر لکھے گئے حواشی کے متعلق انکار کرتے ہوئے کہا کہ:

"یہ علمی حاشیے نہ کہیں عالم وجود میں آئے نہ کسی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ شکل میں دُنیا کے کسی حصے میں موجود ہیں۔"

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ سرگودھا)

قارئین کرام! یہ بھی مولوی الیاس گھمن کذاب کا صریح جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا کوئی حاشیہ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ دُنیا کے کسی حصے میں موجود نہیں۔ الحمد للہ اعلیٰ حضرت کا رد المحتار پر حاشیہ بنام "جد الممتار" ۵ جلدوں میں کراچی سے شائع ہو چکا ہے اس کے علاوہ عالمگیری کی کتاب السیر کے نویں باب "احکام المرتدین" اور بخاری شریف کے حواشی بھی کراچی سے شائع ہو چکے ہیں اور بہت سی کتب کے غیر مطبوعہ حواشی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا میں موجود ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ مولوی الیاس گھمن کا یہ کہنا سراسر جھوٹ اور فریب ہے کہ یہ حواشی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ شکل میں کہیں موجود نہیں۔

(جاری ھے)

☆-☆-☆

ضروری اعلان

کلمہ حق کا اگلا شمارہ خصوصی شمارہ ہو گا جو کہ کلمہ حق کے جواب میں دیو بندیوں کے دجل و فریب کے مجموعے "سیف حق" کے منہ توڑ جواب پر مبنی ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ شمارہ کم و بیش ۲۵۰ سے ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہو گا جس میں دیو بندیوں کی ایسی درگت بنے گی جسے انشاء اللہ وہ کبھی نہیں بھولیں گے اس خصوصی شمارہ کی قیمت ۱۰۰ سے ۱۲۰ روپے تک متوقع ہے قارئین نوٹ فرمالیں۔ (رضوی)

(قسط 7)

دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں۔

میثم عباس رضوی

E-Mail: massam.rizvi@gmail.com

دیوبندی تحریف نمبر 19: دیوبندیوں کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنی کتاب "راہ سنت" میں تقلید و اتباع کے درمیان فرق ظاہر کرتے ہوئے لکھا کہ "یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء و اتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے" ذیل میں اسکا عکس ملاحظہ کریں۔

اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اقتداء و اتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے۔

(راہ سنت صفحہ 133 اشاعت دوم 1958 ناشر انجمن مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

اس اقتباس میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اقتداء و اتباع اور تقلید میں فرق بیان کیا ہے۔ لیکن قارئین کرام آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ راہ سنت کے موجودہ ایڈیشن میں مولوی سرفراز گکھڑوی نے تحریف کرتے ہوئے اپنی بات کو بدل دیا اور لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک اقتداء و اتباع اور تقلید ایک ہی شے ہے۔ ذیل میں "راہ سنت" کتاب کے تحریف شدہ ایڈیشن میں سے اس عبارت کا عکس ملاحظہ کریں۔

ہمارے نزدیک اقتدار، اتباع اور تقلید ایک ہی شئے ہے غیر مقلدین کے ہاں اقتدار و اتباع اور چیز ہے اور تقلید اور ہے۔

(راہ سنت صفحہ 35 مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ طبع 55/36)

قارئین کرام! یہ ہے دیو بند کے ایک ''عظیم سپوت'' کا کارنامہ کہ جس بات کو ''راہ سنت'' کے دوسرے ایڈیشن میں طے شدہ لکھا اپنی کتاب کے بعد والے ایڈیشن میں اسی طے شدہ بات کو بدل دیا گیا اور اپنے پہلے موقف کے بارے میں لکھ دیا کہ یہ غیر مقلدین کا موقف ہے گویا کہ 1958ء کے بعد تک بھی مولوی سرفراز گکھڑوی دیو بندی کو تقلید کے بارے میں صحیح موقف کا علم نہیں تھا لیکن پھر بھی گکھڑوی صاحب اس کی وکالت کر رہے تھے ''سبحان اللہ'' یہ ہے دیو بند کا عجائب خانہ........

دیو بندی تحریف نمبر 20 دیو بندیوں کے ''محدث اعظم پاکستان'' مولوی سرفراز خان صفدر گکھڑوی نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' میں ابن تیمیہ کی کتاب ''منہاج السنۃ'' میں سے ایک عبارت نقل کی جس میں خیانت سے کام لیا ذیل میں ''راہ سنت'' کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں موجود اس تحریف شدہ عبارت کا عکس ملاحظہ کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:۔

قول الشیخین حجۃ اذا اتفقا لایجوز العدول عنہ وان اتفاق الائمۃ الاربعۃ ایضاً حجۃ	شیخین کا قول حجت ہے جب دونوں متفق ہو جائیں تو اس سے عدول جائز نہیں۔ اسی طرح ائمہ اربعہؒ کا اتفاق بھی حجت ہے۔
(منہاج السنۃ ج ۳ صفحہ ۲۷۲)	

(راہ سنت صفحہ 34 ناشر انجمن مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اشاعت دوم 1958)

اس عبارت میں شامل ''ائمہ'' کا لفظ مولوی سرفراز گکھڑوی نے خود شامل کیا ہے اس خیانت پر ایک غیر مقلد وہابی کی طرف سے جب مولوی سرفراز گکھڑوی کی پکڑ کی گئی تو چپکے سے اس کو درست کر دیا گیا۔ ''راہ سنت'' کے موجودہ ایڈیشن سے عبارت یوں درست کی گئی عبارت کا عکس ملاحظہ کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

قول الشیخین حجۃ اذا اتفقا لا یجوز العدول عنہ وان اتفاق الخلفاء الاربعۃ ایضاً حجۃ۔ (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۶۳)

حضرت شیخین کا قول حجت ہے۔ جب دونوں متفق ہو جائیں تو اس سے عدول جائز نہیں۔ اسی طرح حضرات خلفاء اربعہ کا اتفاق بھی حجت ہے

(راہ سنت صفحہ 36 مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ مطبوعہ 2009)

دیوبندی تحریف نمبر 21: دیوبندیوں کے امام رئیس المحرفین مولوی سرفراز گکھڑوی نے حضرت عوف بن مالک، حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے مروی روایات نقل کی ہیں۔ ذیل میں "راہ سنت" کتاب میں درج روایات کا عکس ملاحظہ کریں۔

حضرت عوف بن مالک الاشجعی (المتوفی ۷۳ھ) روایت کرتے ہیں :۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ اعظمھم فرقۃ قوم یقیسون الامور برأیھم فیحرمون الحلال ویحللون الحرام۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۹، مستدرک ج ۴ ص ۴۳۰۔ قال الحاکم والذہبی علی شرطھما)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت ستر سے کچھ اوپر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سب سے بڑا افتراق کرنے والی وہ قوم ہوگی جو امور میں اپنی رائے کو چلائے گی اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے گی۔

اور انہی لوگوں سے حضرت عمرؓ نے بچنے کا حکم دیا اور صاف فرمایا کہ :۔

ایاکم واصحاب الرأی فانھم اعداء السنن۔ اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فقالوا بالرأی فضلوا واضلوا (الدارقطنی ج ۲ ص ۴۸۶)

تم اصحاب رائے سے بچو کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے دشمن ہیں۔ وہ احادیث کی حفاظت سے تو عاجز رہے مگر انہوں نے اپنی رائے سے کام لیا سو وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔

(راہ سنت صفحہ 128,129 مطبوعہ انجمن مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اشاعت دوم 1958)

لیکن آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ جن روایات کے اپنے مدعا کی تائید میں پیش کیا گیا تھا "راہ سنت" کے نئے ایڈیشن سے ان روایات کو بھی خاموشی سے نکال دیا گیا۔ اپنے سیاق سباق کے اعتبار سے یہ روایات "راہ سنت" کے صفحہ 134 پر ہونی چاہییں لیکن یہ موجودہ ایڈیشن میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان کی جگہ سورۃ نحل کی آیت کریمہ و حافظ ابن کثیر کا قول نقل کیا گیا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ روایات درجہ صحت میں اس قابل نہ تھیں۔ کہ ان کو کتاب میں شامل کیا جائے تو پھر ان کو پہلے کیوں شامل کیا گیا اور اگر نکالا گیا تو اس کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی؟

دیوبندی تحریف نمبر 22 امام المحرفین مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے "راہ سنت" میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل کی جسکا عکس آپ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

اور حضرت حذیفہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:-

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوماً ولا صلاۃً ولا صدقۃً ولا حجاً ولا عمرۃً ولا جہاداً ولا صرفاً ولا عدلاً یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرۃ من العجین (ابن ماجہ ص)

کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے، اور نہ نماز، نہ صدقہ قبول کرتا ہے اور نہ حج نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ نفلی، بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

(راہ سنت صفحہ 70 ناشر انجمن مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ ایڈیشن دوم مطبوعہ 1958)

"راہ سنت" کے موجودہ ایڈیشن سے اس راویت کو بھی نکال دیا گیا ہے۔ اور اسکی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی راویت درج کی گئی ہے۔

دیوبندی تحریف نمبر 23 دیوبندیوں کے نام نہاد ''محدث اعظم'' مولوی سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' کے شروع میں مولوی غلام اللہ دیوبندی مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری کو بالترتیب شیخ القرآن اور شیخ التفسیر لکھا ہے۔ ذیل میں اسکا عکس ملاحظہ کریں۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب خطیب راولپنڈی پرشیّا
میں اور شیخ التفسیر حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری گجراتی پرمنڈی بہاؤالدین میں قاتلانہ حملہ ہوا۔

(راہ سنت صفحہ 8 ناشر انجمن اسلامیہ مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ طبع دوم مطبوعہ 1958)

راہ سنت کے موجودہ ایڈیشن میں سے ان دونوں کے نام نکال دیے گئے ہیں۔

حیرت اس بات پر ہے۔ کہ راہ سنت کے موجودہ ایڈیشن میں اس مقام سے غلام اللہ دیوبندی اور عنایت اللہ شاہ بخاری کا نام نکال دیا گیا لیکن اسے کیا کہیے کہ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے اپنی دوسری کتاب تسکین الصدور صفحہ 42 پر مولوی غلام اللہ کا نام جلی حروف میں لکھا ہے۔ ''شیخ القرآن مولانا غلام اللہؒ''

(تسکین الصدور صفحہ 42 مطبوعہ مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

اور مولوی سرفراز گکھڑوی کے ناکام وکیل صفائی مولوی عبدالقدوس قارن نے بھی اپنی کتاب ''اظہار الغرور فی کتاب آئینہ تسکین الصدور'' کے صفحہ 145 پر جلی حروف میں لکھا ہے ''حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ'' سوال یہ ہے کہ اگر غلام اللہ کا نام ''راہ سنت'' میں درج کرنے کے قابل نہیں تھا۔ ''تو تسکین الصدور'' اور ''اظہار الغرور'' میں کیوں درج کیا گیا۔ راہ سنت کے اندر یہ تحریف کیوں کی گئی؟

اور دیوبندیوں کے سہ ماہی شمارے ''قافلہ حق'' جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 4 کے صفحہ نمبر 25 پر لکھا ہے کہ ایک بار کسی نے آپ سے کہا کہ غلام اللہ کان کے بارے میں دعا خیر فرمادیں میں اسکے لیے دعا کروں؟ ناراض ہو گئے۔ (قافلہ حق، جلد 3 شمارہ نمبر 4 صفحہ نمبر 25 مضمون نگار مولوی محمود عالم صفدر اوکاڑوی دیوبندی)

یہ تضاد کیوں؟ کہ ایک جگہ اسکو شیخ القرآن لکھا جا رہا ہے اور دوسری جگہ اسکے لیے دعا کا کہنے پر ناراضگی اختیار کر لی جاتی ہے؟ (جاری ہے)

قاری عبد الرحمٰن پانی پتی کے بقول مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے منہ میں شیطان کا فضلہ

میثم عباس رضوی

مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں:

''پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔''

(انوار الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۲ (عکسی ایڈیشن) ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

اب آیئے اور مولوی اشرفعلی تھانوی کے استاذ قاری عبد الرحمٰن پانی پتی کی سوانح سے اُن کا یہ واقعہ ملاحظہ کریں اس میں لکھا ہے کہ:

''آپ نے اپنی صاحبزادی کو قرات کا حکم دیا یہ منہ میں پان تمباکو دبائے ہوئے تھیں اس لیے کسی حرف کا صحیح مخرج سمجھانے کے باوجود نہ نکال سکیں آپ نے انہیں پاس بلایا تو منہ میں سے تمباکو کی بھبک آئی اس پر آپ جھلا اُٹھے اور فرمایا جب منہ میں شیطان کا فضلہ بھرا ہوا ہو تو پھر درست تلفظ کی توفیق ہو چکی جاؤ چلی جاؤ میرے پاس سے اس پر سب بیبیوں نے پان تمباکو کھانا چھوڑ دیا۔''

(تذکرہ رحمانیہ صفحہ ۱۸۴ و ۱۸۵ ناشر مکہ کتاب گھر الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور مطبوعہ ۱۹۸۰ء)

انوار شریعت کے حوالے سے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے دیوبندی تذکرہ رحمانیہ میں درج مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے بارے میں بھی کچھ ارشاد فرمائیں گے؟ کیونکہ مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کو پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی اور بقول قاری عبد الرحمٰن پانی پتی تمباکو والا پان شیطان کا فضلہ ہے...... جواب کا انتظار رہے گا۔

قسط اول

مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کی جہالتیں

حضرت علامہ مولانا وسیم عباس رضوی حال مقیم کراچی

قارئین اہلسنت! ''سیف یمانی'' دیوبندی مذہب کی اہم ترین کتاب ہے اسے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس پر دیوبندیوں کو بہت ناز ہے۔ اسکے ابتدائی صفحات پر جن دیوبندی علماء کی تقاریز ہیں وہ دیوبندیت کے ستون ہیں اور لکھنے والے منظور سنبھلی۔ اور یہ اسکے مناظر اور متکلم اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ بہرحال جب ان ستونوں اور منظور سنبھلی کا نام دیکھا تو ایسا لگا کہ اس کتاب میں کچھ مدلل باتیں کی ہونگی اور ملت دیابنہ پر جو قرض تھا اس کو اتارا ہوگا۔ لیکن جوں جوں اسکے صفحات پڑھتا گیا توں توں ان دیوبندی ستونوں اور منظور سنبھلی کی جہالتوں پر مسکراتا گیا کہ جن کے نام کیساتھ قدوۃ العلماء زبدۃ الاتقیاء لکھا ہے وہ علم وتقوی کی ایسی دھجیاں اڑائینگے کہ علم وتقوی بھی شرما جائینگے۔ اور جن کے نام کیساتھ خاتم المفسرین لکھا ہے انکو ایک حدیث گھڑنے سے بھی یہ لفظ مانع نہیں ہوگا۔ جنکے نام کیساتھ حجۃ اہل السنۃ لکھا ہے وہ بھی جھوٹ

بولنے سے گریز نہ کرینگے اور جن کے نام کے ساتھ عمدۃ المتکلمین لکھا ہے انکو عقائد کی کتابوں کے نام تک نہیں آتے اور جنکے نام کے ساتھ تاج الادبا لکھا ہے انکو ایک عدد کا ترجمہ کرنا نہ آیگا اور جن کے نام کے ساتھ مخدوم العلماء لکھا ہے وہ علماء پر اس طرح تہمتیں لگا ئینگے کہ شیطان بھی انکی خدمت پر ناز کریگا۔ جنکے نام کیساتھ علامہ فہامہ لکھا ہے وہ اس قدر جہل کا ساتھ دینگے کہ رئیس الجہلاء بھی انگشت بدنداں ہوگا اور فہم بھی زار وقطار رونے لگے گا۔ جنکے نام کیساتھ حامی سنت لکھا ہے وہ بھی بدعت کی حمایت کرینگے۔ بہر حال یہ سب تو کام علماء دیو بند کے حصے میں آئے کہ حق کو چھپانا اور باطل کا چرچا کرنا۔ لیکن جب میں نے راہ سنت کے شمارے پر نظر کی تو اسکے مدیر اور انتظامیہ پر ترس آیا کہ وہ ایسے جاہل شخص کی یاد میں رسالہ نکالتے ہیں کہ اسکی نظیر بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔

آیئے ان دیو بندی ستونوں اور منظور سنبھلی کی جہالتوں پر نظر کرتے ہیں:

قارئین اہلسنت! سنبھلی صاحب نے سیف یمانی صفحہ ۱۳ پر سب سے پہلے براہین قاطعہ کی گستاخانہ عبارت پر تبصرہ کیا۔ آج سے کئی سال پہلے ہمارے علماء نے اس عبارت کو گستاخانہ کہا اور اس پر مواخذہ کیا جسکا جواب دیو بندی حضرات نہ دے سکے اور جو کچھ منظور سنبھلی نے کیا ہے یہ سب ہذیان کے سوا کچھ نہیں۔ آیئے میں آپ کو انکے گھر کی شہادت دکھاتا ہوں کہ اب انکے گھر والے بھی کہہ رہے ہیں کہ اس عبارت میں گستاخی ہے چنانچہ دیو بندیوں کے مفتی اعظم پاکستان رفیع عثمانی اپنے فتاوی دارالعلوم کراچی میں لکھتے ہیں۔ ہم سوال و جواب ھدیہ ناظرین کرتے ہیں اور پھر براہین قاطعہ کی عبارت بھی دینگے تاکہ آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ ان دیو بندی علماء نے حیاء کو کیسے موت دی اور ایک گستاخانہ عبارت کی کیسے صفائی بیان کی۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان کی وسعت علم نصوص سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کے بارے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے۔ کیا ایسے شخص کا عقیدہ صحیح ہے؟

الجواب: یہ بات واقع کے خلاف ہے اور سخت بے ادبی ہے اس شخص پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار

کرے۔

(فتاوی دارالعلوم کراچی، ج:۱،ص:۲۳۲،مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

قارئین اہلسنت، آپ نے فتاوی دارالعلوم کراچی میں جو سوال و جواب ہیں اسکو پڑھا اب براہین قاطعہ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی اور فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

(براہین قاطعہ،ص:۵۵،مطبوعہ دارالاشاعت)

قارئین اہلسنت! خط کشیدہ عبارت کو دیکھیں اور فتاوی دارالعلوم کراچی کی عبارت کو دیکھیں تو واضح ہو جائیگا کہ رفیع عثمانی صاحب نے جس عبارت کو سخت بے ادبی کہا اور توبہ کا حکم دیا، وہ اور براہین قاطعہ کی عبارت ایک جیسی ہیں۔

دیوبندی علماء نے جو عمارت براہین قاطعہ کی صفائی میں کھڑی کی تھی، وہ رفیع عثمانی نے گرا کر زمین بوس کر دی۔اوران کے گستاخ ہونے پر مہر ثبت کر دی اور واشگاف الفاظ میں براہین قاطعہ کی مذکورہ بالا عبارت میں تاویل کرنے والے علمائے دیوبند کو سخت بے ادب قرار دیا۔

ہوئے ہو آپ گستاخ میرا قصور کیا
جو کچھ کیا عثمانی نے کیا بے خطا ہوں میں

عجب کچھ پھیر میں ہے سینہ واہ جیب و داماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا، جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑا

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱:

منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالی نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے چہ جائکہ شیطان علیہ اللعن کو، ہمارے نزدیک نصوص کثیرہ وافرہ سے یہ امر ثابت ہے، ہاں اگر کوئی احمق آنحضرت ﷺ کے لیے علم ذاتی ثابت کرے وہ باتفاق امت، کافر و مشرک ہے۔''

(سیف یمانی، ص:۱۴۰)

اگر آپ کے نزدیک یہ امر نصوص کثیرہ سے ثابت تھا تو خلیل احمد کو دکھاتے کہ وہ تو کہتا ہے کہ فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی سے ثابت ہے۔ تو یہ منظور سنبھلی کی جہالت ہے کہ توجیہ القول بما لایرضیٰ بہ قائلہ کرتا ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۲:

منظور سنبھلی صاحب کہتے ہیں،

''ہاں اگر کوئی احمق آنحضرت ﷺ کے لیے علم ذاتی ثابت کرے وہ باتفاق امت کافر

مشرک ہے۔"

(سیف یمانی، ص:۱۴)

یہ بھی انکی جہالت ہے کہ انوار ساطعہ میں یا کسی بھی اہلسنت کے عالم نے سرکار ﷺ کے لیے علم ذاتی نہیں مانا۔

رشید احمد گنگوہی کے کافر و مشرک ہونے پر امت کا اتفاق منظور سنبھلی کا کہنا

منظور سنبھلی نے رشید احمد گنگوہی کے کافر و مشرک ہونے پر رجسٹری کردی ہے کیونکہ رشید احمد گنگوہی سرکار ﷺ کے لیے علم غیب ذاتی ثابت کرنے کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔

چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول میں ہے،

"آپ کو حق تعالیٰ نے علم دیا تھا تو ایسا سمجھنا خطاء صریح ہے اور کفر نہیں اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہٰذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام بنانا نہ چاہیے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، جلد ا، ص: ۱۵، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ)

قارئین اہلسنت دیکھا آپنے کہ منظور سنبھلی نے خلیل احمد کو بچانے کے لیے کس طرح رشید احمد گنگوہی کو باتفاق امت کافر و مشرک کہا۔

اب مولوی حماد احمد نقشبندی اور اسکی انگلی پکڑ کر چلنے والے تمام دیوبندیوں کو چاہیے کہ منظور احمد سنبھلی کی یاد سے غافل ہو جائیں یا اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی علی الاعلان تکفیر کر کے اس امت میں شرکت کا عملی ثبوت دیں جسکا ذکر منظور سنبھلی صاحب نے کرتے ہوئے اتفاق لکھا ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۳:

منظور سنبھلی کی جہالت اور اقرار کے براہین قاطعہ میں سرکار ﷺ کی وسعت علمی کا انکار ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں،

"خلیل احمد صاحب..... یہاں جس وسعت علمی کا انکار فرما رہے ہیں اور جسکے ماننے کو شرک قرار دے رہے ہیں وہ، وہ ہے جو بغیر عطائے خداوندی ذاتی طور پر جناب رسول اللہ ﷺ کے لیے ثابت کی جائے۔"

(سیف یمانی، ص:۱۴)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ اس جاہل نے تسلیم کیا کہ وسعت علمی کا انکار کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ خلیل احمد کو بیوقوف بھی کہا کہ انہوں نے ایسے امر کا رد کیا جسکا سامنے والا قائل ہی نہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے:

قارئین اہلسنت! آپنے پڑھا منظور سنبھلی صاحب فرما رہے ہیں کہ خلیل احمد سہارنپوری صاحب جس وسعت علمی کا انکار کر رہے ہیں وہ ذاتی ہے۔ میں آپکو بتاتا ہوں کہ خلیل احمد سہارنپوری نے منظور سنبھلی اور اسکی تصدیق کرنے والوں کو جہالت کا تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ جاہلوں یہ کیا کر رہے ہو میری مراد تو یہاں پر ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے۔ جسکو میں نے سرکار ﷺ کیلیے شرک اور اپنے پیارے بابا ابلیس کیلیے نص قطعی سے ثابت کیا ہے۔ چنانچہ خلیل احمد سہارنپوری صاحب

لکھتے ہیں،

''پس جو شخص کہ یہ اعتقاد کرتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ باعطاء الٰہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو گو یہ علم ذاتی کا تو اعتقاد نہیں ہے لیکن علم محیط کا رسول اللہ ﷺ کے لیے اعتقاد ہے اور یہ ایسا شرک ہے جیسا کہ علم ذاتی کا اعتقاد کرنا شرک ہے۔''

(فتاوی خلیلیہ، ج:۱،ص: ۳۳۸، مطبوعہ مکتبۃ الشیخ ۳/۳۶۷ بہادر آباد کراچی)

خلیل احمد سہارنپوری صاحب فرمارہے ہیں کہ سرکار ﷺ کیلیے علم محیط عطائی ماننا ایسے ہی ہے جیسے کوئی علم ذاتی مانتا ہے۔

تو اب خلیل احمد سہارنپوری کے نزدیک اکابرین دیوبند سرکار ﷺ کیلیے علم محیط عطائی مان کر کافر و مشرک ہوئے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ٤:

پھر آگے لکھتے ہیں،

''شیطان وملک الموت کو یہ وسعت (یعنی اللہ کے حکم سے بہت مواقع زمین کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی (یعنی ان نصوص سے جو مولوی عبدالسمیع نے ان دونوں کے علم کی وسعت ثابت کرنے کیلیے پیش کیے ہیں)۔''

(سیف یمانی، ص:١٦)

یہ بھی منظور سنبھلی کی جہالت ہے کہ عقیدہ انکا اور اسپر نصوص عبدالسمیع رحمہ اللہ نے بیان کریں۔ فیاللعجب

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۵:

خلیل احمد نے کہا تھا کہ شیطان وملک الموت کی وسعت نص قطعی سے ثابت ہے لیکن منظور سنبھلی کی جہالت کہ مولانا عبدالسمیع رحمہ اللہ نے جو دلیل بیان کی وہ تو شامی کے حوالے سے تھی لیکن اس جاہل کے نزدیک فتاوی شامی کی عبارت نص قطعی ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ٦:

منظور سنبھلی نے علم ذاتی کی نفی کے لیے امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، مولانا، الشاہ، الحافظ، القاری امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمن کے حوالے دیے ہیں تو یہ انکی جہالت ہے جب کوئی علم ذاتی مانتا ہی نہیں تو اتنے اوراق سیاہ کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۷:

منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''عقد یا انعقاد جس کے مفہوم میں تداعی وغیرہ دیگر اہتمامات وتخصیصات بھی داخل ہیں (اور جو درجہ تقیید میں ہے) ہمارے نزدیک ممنوع ونادرست ہے کیسے اسمیں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔''

(سیف یمانی، ص:۲۳)

اس عبارت میں منظور سنبھلی صاحب نے مجلس میلاد کو ناجائز ونادرست کہا اب جب دلیل کی باری آئی کہ اپنے اس قول پر دلیل پیش کریں تو جہالت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا،

''کیا تداعی ودیگر اہتمامات کسی امر مباح یا مستحسن کے لیے بتصریح فقہاء حنفیہ مکروہ نہیں۔''

(سیف یمانی، ص:۲۳)

جن کو دلیل اور سوال کا فرق نہیں آتا وہ دیوبندی جماعت کے مناظرین متکلمین و مفسرین ہیں۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۸:

قارئین اہلسنت ان دیوبندی فضلاء کی حیاء ختم ہوگئی کہ اپنے مدعیٰ کو ثابت کرنے کے لیے مسلم شریف کی حدیث گھڑلی۔

منظور سنبھلی لکھتے ہیں،

''مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت

کی نماز کے لیے اہتمام کے ساتھ جمع ہوتا دیکھا تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کو بدعت قرار دیا۔"

(سیف یمانی، ص:۴۳،۴۴)

یہ منظور سنبھلی کی بہت بڑی جہالت ہے کہ مسلم شریف کی حدیث کا حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ حدیث مسلم شریف میں ان الفاظ کیساتھ نہیں ہے۔ ہے کوئی دیو بندی تو اپنے ان اتقیاء، وخاتم المفسرین وعلامہ فہامہ وحجۃ اہل السنہ وعمدۃ المتکلمین کے اس جھوٹ کو سچ بنائے اور انکے سر سے جہالت کا یہ سہرا اتارے۔

ہے کوئی دیو بندی جو انکے تقوی کی لاج رکھے اور انکی نمک حلالی کرے اور مسلم شریف سے یہ الفاظ دکھائے۔

منظور سنبھلی کی جہالت نمبر ۹:

رسالہ عقائد وہابیہ دیو بندیہ میں یہ لکھا تھا کہ التصدیقات لدفع التلبیسات کے ص ۲۷، ۲۹ میں مولود شریف کو جائز ومستحب ظاہر کیا ہے۔ اسکے جواب میں منظور سنبھلی لکھتے ہیں،

"ناظرین اسکو ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں نفس ذکر ولادت شریفہ کو مندوب ومستحسن لکھا ہے یا عقد مجلس میلاد کو۔"

(سیف یمانی، ص:۲۹)

یہ بھی منظور سنبھلی کی جہالت ہے کہ انکو اپنے عقائد کی ابتدائی کتاب کے بارے میں بھی علم نہیں ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے آیئے ہم آپکو دکھاتے ہیں کہ التصدیقات میں نفس ولادت کے

بارے میں ہے یا پھر مجلس میلاد کے بارے میں چنانچہ خلیل احمد لکھتے ہیں کہ،

''مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس میلاد شریف کس طریقے سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز ہے تو مولانا نے اسکا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں.........ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے۔''

(المہند علی المفند معروف بہ التصدیقات لدفع التلبیسات،ص ۶۵،۶۶،مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

قارئین اہلسنت دیکھا آپنے کہ التصدیقات میں مجالس کا ذکر ہے اور ان اتقیاء وعلامہ فہامہ وجیہ اہل السنہ نے کس بے شرمی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ وہاں نفس ولادت کا ذکر ہے یا مجلس کا؟

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱۰:

مزید منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے۔''

(سیف یمانی،ص:۲۹)

یہاں پر بھی ان اتقیاء نے خیانت کی اور التصدیقات کی اصل عبارت میں مجلس کا لفظ موجود تھا لیکن یہ حضرات اسکو بھی کوے کی بریانی ثواب سمجھ کر ہضم کر گئے، آیئے ہم آپ کو التصدیقات کی اصل عبارت دکھاتے ہیں۔ چنانچہ خلیل احمد سہارنپوری صاحب لکھتے ہیں،

''پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ

ناجائز اور بدعت ہے۔''

(المھند علی المفند معروف بہ التصدیقات لدفع التلبیسات، ص ۶۶، ۶۷، مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ التصدیقات کی اصل عبارت میں مجلس کا لفظ موجود ہے لیکن منظور سنبھلی صاحب نے تقیہ کیا اور مجلس کے لفظ کو ذکر نہیں کیا۔

منظور سنبھلی کی جہالت نمبر ۱۱:

صاحب رسالہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ نے یہ لکھا تھا کہ وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں۔

اسکے جواب میں منظور سنبھلی لکھتے ہیں،

''ارباب انصاف ملاحظہ فرمائیں فتاوی کی پوری عبارت جس سے مولانا... کا صحیح مسلک معلوم ہو سکتا ہے یہ ہے، ''لفظ رحمۃ للعلمین خاصہ رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں۔''

(سیف یمانی، ص: ۳۳)

قارئین اہلسنت آپنے ملاحظہ فرمایا کہ منظور سنبھلی نے کہا ہے ''فتاوی کی پوری عبارت یہ ہے'' یہ انکی جہالت ہے کہ فتاوی کی پوری عبارت کہہ کر بھی فتاوی کی پوری عبارت نہیں لکھی۔ آیئے اب ہم آپکو فتاوی رشیدیہ کی عبارت دکھاتے ہیں کہ کس طرح ان اتقیاء نے تقوی کو موت دے کر (پوری عبارت) کا لکھ کر الفاظ چھوڑ دیے اور جن سے گنگوہی کا مسلک ثابت ہوتا تھا انکو ہضم کر گئے۔

چنانچہ فتاوی رشیدیہ میں ہے،

''لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور

علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا

اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۹)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ کس بے حیائی کے ساتھ پوری عبارت کہہ کر علماء ربانیین کا لفظ اور آخری عبارت جس سے رشید احمد کا مسلک ثابت ہوتا تھا، یہ اتقیاء اسے کوے کی بریانی ثواب سمجھ کر ہضم کر گئے۔

منظور سنبھلی کی جہالت نمبر ۱۲:

منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''ارتداد کیلئے قصد و ارادہ لازمی ہے۔''

(سیف یمانی، ص: ۵۳)

یہ جہالت ہے کہ ارتداد کے لیے قصد و ارادہ کو لازمی قرار دیا پھر اس پر جو دلیلیں دیں انمیں سے بعض مکرہ کے لیے ہیں اور بعض کا موضوع سے تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ انکی ایک اور جہالت ہے۔ آیئے دیکھیے انکی ساری کمائی کیسے خاک میں ملتی ہے اور اس گھر کو کیسے آگ لگتی ہے۔ چنانچہ، منظور سنبھلی نے جتنا بھی اس مسئلہ کو عبارات فقہاء سے درست کرنا چاہا تھا خلیل احمد سہارنپوری نے ان تمام دلیلوں کا جواب دے دیا اور منظور سنبھلی اور انکی تائید کرنے والوں کی جہالت کو واضح کر دیا کہ ان کو یہ بھی علم نہیں کہ فقہاء کونسے عذر کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتے۔ چنانچہ

خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں،

''لیکن باعتبار ظاہر جب اس کے عذر میں بغور نظر کی جاتی ہے تو اسکا یہ عذر، ان اعذار شرعیہ میں سے نہیں معلوم ہوتا کہ جن کو فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے عذر معتبر فرمایا ہے۔''

(فتاویٰ خلیلیہ، ص:۳۳۴)

ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہے کہ بغیر قصد وارادہ کے کوئی کیسے مرتد ہوگا تو جواب انکے گھر سے حاضر ہے۔ دیوبندیوں کے امام کل گنگوہی صاحب کہتے ہیں جس کو حسین احمد ٹانڈوی نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے،

''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات ﷺ ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ

کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔''

(الشہاب الثاقب، ص:۵۷، میر محمد کتب خانہ)

نیز دیوبندیوں کے امام العصر انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں،

''یہ احادیث ان لوگوں کے قول کی تردید کرتی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہونے اور مسلمان کہلانے کے بعد اہل قبلہ میں سے کوئی فرد یا گروہ اس وقت تک اسلام سے خارج (اور کافر) نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ جان بوجھ کر اسلام سے نکلنے کا ارادہ نہ کرے، یہ قول بالکل باطل ہے۔''

(اکفار الملحدین مترجم، ص:۱۲۹، مکتبہ لدھیانوی)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے دیوبندیوں کے امام الکل گنگوہی اور امام العصر کشمیری کہہ رہے ہیں کہ نیت کا اعتبار نہیں ہے اور یہ قول (ارتداد کیلئے قصد وارادہ ہونا ضروری ہے) باطل ہے اور یہ جہلاء، کہتے ہیں کہ قصد و اختیار کا ہونا ضروری ہے۔ ان جاہل دیوبندیوں نے تو کفر کی کھلی چھٹی دیدی کہ کفر بولو اور کہو کہ ہمارا تو قصد و ارادہ نہیں تھا تو ان جاہلوں کے نزدیک وہ کافر نہ ہوگا۔

منظور سنبھلی کی جہالت نمبر ۱۳:

منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

"بیشک بالتخصیص ایام محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعات کربلا کا ذکر کرنا اور سبیلیں وغیرہ لگانا اہلسنت (دیوبندی) کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اسمیں روافض کے ساتھ ظاہر باہر مشابہت ہے۔"

(سیف یمانی، ص:۸۳)

منظور سنبھلی کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت کو آپ نے دیکھا کہ اگر کوئی بالتخصیص واقعات کربلا اور شہادت کا ذکر کرتا ہے تو یہ ناجائز وممنوع ہے اور اسکی دلیل یہ دی کہ اسمیں روافض کے ساتھ مشابہت ہے اور پھر حدیث بھی لکھ دی۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رافضی ہیں، دیوبندی فتویٰ:

قارئین اہلسنت! آپ نے پڑھا کہ جو ذکر شہادت وکربلا کرتا ہے وہ رافضی ہے۔ آیئے ہم آپکو دکھاتے ہیں کہ منظور سنبھلی کا یہ فتویٰ کس کے لیے ہے۔ چنانچہ سراج اہلسنت، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں،

''سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے ایک دو دن قبل ہوتی ہے۔''

(فتاوی عزیزی، ص:۱۹۹، ایچ ایم سعید کمپنی)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے گھر ہر سال مجلس شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوتی تھی اور منظور سنبھلی کے نزدیک یہ روافض سے مشابہت اور بدعت ہے اور پھر حدیث بیان کی کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہے۔ تو اب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ٹھکانہ کیا ہوگا یہ دیوبندی حضرات ہی بتا سکتے ہیں۔

منظور سنبھلی کی جہالت نمبر ۱۴:

اس کے بعد اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں،

''لیکن بااینہمہ اگر ان سبیلوں سے صرف ایصال ثواب مقصود ہو اور امام حسین کی نذر کی نیت نہ ہو تو سبیلوں کا شربت حرام نہ ہوگا۔''

(سیف یمانی، ص:۸۴)

اس جاہل کی جہالت دیکھیں کہ ایک صفحہ پہلے انکو حرام لکھا اور دلیل اسپر یہ دی کہ روافض کیساتھ مشابہت ہے۔ اور ایک صفحہ بعد جائز لکھ رہا ہے لیکن یہاں پر بھول گیا کہ روافض کیساتھ مشابہت تو اب بھی پائی جا رہی ہے۔ لیکن چونکہ امام حسین سے بغض وعداوت ہے اسلیئے یہاں پر بھی نذر کیوجہ سے حرام کہا اور گنگوہی وشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے جو حوالے منظور سنبھلی

نے دیے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ کیونکہ گنگوہی و شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نذر اولیاء کو جائز کہتے ہیں۔

چنانچہ رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں،

"جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے درست ہے اور جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ، حصہ اول، ص: ۵۴)

نیز شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

"اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے۔ اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے۔ یہ امر مسنون ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔"

(فتاوی عزیزیہ، ص: ۱۸۱)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ گنگوہی صاحب نذر کو جو ہم اہلسنت کرتے ہیں جائز کہتے ہیں اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی جائز کہتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اگر نذر حرام ہے تو اسکو جائز کہنے والوں پر دیوبندی کیا فتوی لگاتے ہیں جو بھی فتوی لگائینگے وہ گنگوہی اور شاہ صاحب پر بھی لگے گا اور اگر نذر جائز ہے تو منظور سنبھلی کے بارے میں بیان کریں کہ جائز کو حرام کرنے والا کون ہوتا ہے۔

"گنگوہی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مشرک" دیوبندی فتوی

دیوبندیوں کے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحب لکھتے ہیں،

''نیز نذر کا عبادت ہونا متفق علیہ ہے اور عبادت کا ذات باری جل مجدہ کے لیے مخصوص ہونا ہی توحید ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا کہ نذر لغیر اللہ جائز اور علم غیب غیر اللہ کے لیے بھی ثابت ہے، مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس کا ذبیحہ حرام ہے۔''

(فتاویٰ مفتی محمود، ج:۱، ص:۱۸۵،۱۸۶)

منظور سنبھلی نے تو صرف ظلم کا چھینٹا چھینکتے ہوئے ایسا فتویٰ دیا کہ گنگوہی و شاہ صاحب فاسق قرار پائیں مگر حیرت ہے اس نام نہاد مفکر اسلام کی فکر پر کہ جس نے اپنے گنگوہی اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تکفیر کر کے ظلم اکبر کا ارتکاب کیا۔ اور لعنت یہ برسی کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا حرام کہہ کر اپنے معنوی برادران روافض کو خوش کیا۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱۵:

منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''بے شک مسئلہ عموم قدرت جسکا ڈراؤنا سا نام اہل بدعت نے امکان کذب رکھا ہے (پھر کچھ آگے لکھتے ہیں) وہ مسئلہ جسکا ڈراؤنا سا نام امکان کذب رکھ لیا گیا ہے۔''

(سیف یمانی، ص:۵)

یہ ان نام نہاد علامہ فہامہ کی جہالت ہے کہ انکو اپنی کتابوں کا بھی علم نہیں ہے بس مصنف بننے اور مقالہ والوں میں نام لکھوانے کا شوق تھا سو وہ پورا ہو گیا۔

منظور سنبھلی نے کہا ہے کہ اہل بدعت نے اسکا نام امکان کذب رکھا ہے۔ ہم آپکو بتاتے ہیں کہ وہ بدعتی کون ہیں جنہوں نے اس بدعت کا ارتکاب کیا اور اسکا نام امکان کذب رکھا

ہے۔

چنانچہ خلیل احمد دیوبندی اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں،

''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔''

(براہین قاطعہ، ص:۶، دارالاشاعت)

نیز حسین احمد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں،

''مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین

قائل تھے اور ہیں۔''

(الشہاب الثاقب، ص:۸۳)

مزید لکھتے ہیں،

''مولانا گنگوہی...... بغض اتباع مولانا شہید...... مسئلہ امکان کے قائل ہوئے ہیں۔

یہ انکا افتراء اور جہالت ہے مولانا گنگوہی نے سلف صالحین امت مرحومہ کا اتباع کیا ہے۔''

(الشہاب الثاقب، ص:۸۳)

قارئین اہلسنت ان دو ہی حوالوں پر اکتفاء کرتا ہوں لیکن اس جاہل کی جہالت دیکھیے اور اسکی تصدیق کرنے والوں کو بھی داد دیجیے کہ جس عقیدہ کو دیوبندی اکابر رشید احمد و خلیل احمد و حسین احمد نے امت اور سلف صالحین کا عقیدہ لکھا ہے اگر چہ یہ جھوٹ ہے لیکن منظور سنبھلی نے کس بے حیائی کے ساتھ لکھ دیا کہ اہل بدعت نے اسکا نام امکان کذب رکھا ہے اور تقریظ کرنے والوں میں سے بھی کسی کو حیاء نہ آئی کہ ہمارے جھوٹ میں تو یہ امت مرحومہ کا عقیدہ ہے پوری امت کو بدعتی بناتے ہوئے ان اتقیاء کو شرم نہ آئی اور بے حیائی کے ساتھ لکھ دیا کہ اہل بدعت نے اسکا یہ نام رکھا ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱٦:

تقریظ میں جن دیوبندی علماء نے نام لکھے ہیں انمیں اشرفعلی تھانوی، مرتضی حسن دربھنگی، عبدالشکور لکھنوی وغیرہم کے نام سرفہرست ہیں ان اتقیاء ومناظرین کا علمی مقام تو دیکھیے کہ عقائد کی کتابوں کے نام تک نہیں آتے پھر بھی مناظر اور علامہ فہامہ اور حجۃ اہل السنۃ ہیں آیئے میں آپکی توجہ دلاتا ہوں۔ منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''محقق ابن الہمام حنفی جنکے متعلق علامہ ابن عابدین شامی میں فرماتے ہیں، قد بلغ رتبۃ الاجتھاد یہ رتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے ہیں اپنی نفیس اور معتمد کتاب مسامرہ اور انکے تلمیذ رشید ابن ابی الشریف مقدسی اس کی شرح مسائرہ میں ارقام فرماتے ہیں۔''

(سیف یمانی، ص:۸۸)

قارئین اہلسنت! ان جہلاء جن کو علامہ فہامہ لکھا ہے متن اور شرح کے بارے میں بھی علم نہیں کہ متن کونسا ہے اور شرح کونسی ہے۔ متن کو شرح اور شرح کو متن دیوبندی زبان میں کہا جاتا ہے۔ میں پوری دیوبندیت سے کہتا ہوں کہ امام ابن ہمام کی کوئی کتاب مسامرہ دکھائیں اور انکے شاگرد رشید ابن ابی الشریف کی کوئی کتاب مسائرہ دکھائیں اگر نہ دکھا سکیں تو مان لیں کہ یہ سب اتقیاء اور مناظرین اور علامہ فہامہ جھوٹے ہیں اور اگر جھوٹے نہ مانیں تو جہالت تو مانیں گے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کونسی کتاب کس کی ہے۔ مسائرہ ابن ہمام کی مسامرہ انکے شاگرد کی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ صرف ان ہی کی جہالت نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان محمد شفیع دیوبندی بھی اسی جہالت کا شکار ہیں چنانچہ محمد شفیع دیوبندی صاحب لکھتے ہیں،

''ابن ہمام رحمہ اللہ نے مسامرہ میں ...''

(ختم نبوت، ص:۳۰۷، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

قارئین اہلسنت دیکھا آپ نے کہ یہ صرف ان علامہ فہامہ ہی کی کہانی نہیں ہے بلکہ

دیوبندی مفتیٔ اعظم پاکستان بھی اسی جہالت کی لہروں میں بہہ رہے ہیں۔جن مقدس مورتوں کو یہ بھی نہ پتہ ہو کہ متن (مسائرہ) کس کا ہے اور شرح (مسامرہ) کس کی ہے وہ اور فہم مطالب؟ بقول

یہ منہ اور مسور کی دال

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱۷:

آیئے ایک اور جہالت بھی ان جہلاء کی دیکھتے جایئے کہ علامہ فہامہ نے علم کی کیسی دھجیاں اڑائیں، چنانچہ منظور سنبھلی صاحب لکھتے ہیں،

''جبکہ رضاخانیت کے موجد ومجدد فاضل بریلوی انکے متعلق یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ان کی ان عبارات سے توہین رسالت مآب ﷺ صراحۃً نہیں نکلتی اور وہ عبارات معانی کفریہ میں صریح نہیں بلکہ انکے ایسے مطالب بھی ہو سکتے ہیں جو کفر سے یکسر خالی ہوں (ملاحظہ ہو الموت الاحمر، ص ۵)۔''

(سیف یمانی، ص:۹۲،۹۳)

پھر کچھ آگے لکھتے ہیں،

''اور اگر آپ کو خان صاحب کا الموت الاحمر والا یہ فیصلہ تسلیم نہ ہو۔''

(سیف یمانی، ص:۹۴)

اس عبارت میں (الموت الاحمر) کو امام اہلسنت احمد رضا خان رحمۃ اللہ کی طرف منسوب کیا اور بتایا کہ یہ انکا رسالہ ہے حالانکہ یہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کا رسالہ نہیں ہے بلکہ ان جہلاء دیوبند کی جہالت ہے کہ الموت الاحمر کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کیا۔ جبکہ یہ رسالہ شہزادہ امام اہلسنت، مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کا ہے۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱۸:

ان تاج الادباء کی حالت دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ جس قوم کے یہ رہنما ہونگے اس قوم کی حالت کیا ہوگی۔ آیئے ایک اور انکی جہالت کی طرف نظر کرتے ہیں، چنانچہ منظور سنبھلی نے مکہ معظمہ میں چار مصلوں کے بارے میں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک عبارت نقل کی ہے اور ترجمہ میں یہ لکھا ہے:

''اور یہ تحقیق امام ابوالقاسم حبان مالکی نے ۵۵۵ھ میں اس طرح متعدد اماموں اور پے در پے جماعتوں کے ساتھ نماز کے ناجائز اور ممنوع ہونے کا مذاہب اربعہ کی رو سے فتویٰ دیا۔''

(سیف یمانی، ص:۹۱)

قارئین اہلسنت ہمیں اس عبارت پر بھی کلام ہے کہ مسئلہ علاقہ کی مسجد میں تکرار جماعت کا تھا اسکو چار مصلوں کے ناجائز ہونے پر دلیل بنایا اگر چہ یہ بھی انکی جہالت ہے لیکن میں آپکی توجہ ۵۵۵ھ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ انکی عربی (خمسین وخمسمائۃ) ہے جبکہ اسکا ترجمہ اپنی جہالت کی وجہ سے ۵۵۵ھ کیا ہے۔ جن تاج الادباء کی جہالت یہ ہو کہ ایک عدد کا ترجمہ کرنا نہیں آتا حالانکہ مبتدی طالب علم بھی خمسین وخمسمائۃ (۵۵۰) کا ترجمہ کریگا اور یہ علامہ فہامہ اور مناظرین سے انکا بھی ترجمہ درست نہ ہوسکا۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۱۹:

منظور سنبھلی صاحب ،سیف یمانی کے صفحہ ۹۶ پر بدعت کے لغوی معنی واصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد اسکی اقسام بیان کرتے ہیں لیکن صفحہ ۹۷ پر جا کر لکھتے ہیں،

''علمائے امت کا فرض ہے کہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسی آخری مسلک کو اختیار کریں اور بدعت کی تقسیم کر کے گمراہی کا دروازہ نہ کھولیں۔''

(سیف یمانی ،ص :۹۷)

قارئین اہلسنت یہ ہے دیوبندیوں کے مناظرین کا حال کہ خود پہلے تقسیم کی اور پھر اپنے آپکو ہی گمراہی کا دروازہ کھولنے والا لکھ دیا۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جہالت ہے؟ جہالت بھی ناز کرتی ہوگی کہ مجھے انتہا تک پہنچا دیا۔ اور تقاریر کرنے والے ایسے اندھے ہیں کہ انکو بھی اس لفظ کی تصحیح کا خیال نہ آیا۔ اور طرہ یہ ہے کہ منظور سنبھلی صاحب جو دیوبندیت کی ناک کا بال ہیں وہ ان اندھوں میں کانا راجا کا مصداق بنتے ہوئے خود کو گمراہی کا دروازہ کھولنے والا کہہ کر اس دروازہ کے داروغہ بن گئے اور بقیہ تمام دیوبندیوں کو اس دروازے کے قرب وجوار سے بھی بھگانے کی کوشش کی لیکن کئی دیوبندی اس دروازے کو کھولنے کا جرم کر چکے ہیں۔

منظور سنبھلی کی جہالت

نمبر ۲۰:

منظور سنبھلی حفظ الایمان ،تقویۃ الایمان اور بسط البنان کے بارے میں لکھتے ہیں،

''بے شک یہ کتابیں اہلسنت وجماعت (دیوبندی) مذہب کے موافق ہیں ان میں توہین کیا ،معنی توہین کا شائبہ بھی نہیں۔''

(سیف یمانی،ص ۱۰۲)

قارئین اہلسنت یہ منظور سنبھلی کی بہت بڑی جہالت وکذب ہے کہ ان میں توہین کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ دیوبندی قوم میں شائبہ کے کیا معنی ہیں اگرچہ خود منظور سنبھلی صاحب فتح بریلی کا دلکش نظارہ میں حفظ الایمان کی عبارت میں شائبہ کا اعتراف ان الفاظ میں کر چکے ہیں کہ ''اگر حفظ الایمان کی عبارت میں ایسا تشبیہ کیلیے ہو تو کفر ہے۔'' اور حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے کہ ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ اب حفظ الایمان کی عبارت کے کفریہ ہونے پر رجسٹری دیوبندیوں کے گھر سے ہوگئی لیکن یہ التقیا والتقویٰ کو موت دیکر کہتے ہیں کہ اسمیں تو توہین کا شائبہ بھی نہیں ہے یہ سب منظور سنبھلی کی جہالت ہے ورنہ دیوبندی خود اعتراف کر چکے ہیں کہ تقویۃ الایمان اور حفظ الایمان میں توہین ضرور ہے جیسا کہ خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے،

''اب بھی جو لوگ اسے (عبارت حفظ الایمان کو) غلط رنگ (اپنے اصلی پرانے الفاظ) میں پیش کر کے اسکی تشریح خلاف مراد متکلم کرتے ہیں وہ خود حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔''

(مطالعہ بریلویت،ص:۳۶۵)

دراصل بات یہ ہے کہ حفظ الایمان کی گستاخی کو چھپانے کے لیے دیوبندیوں نے بڑے حیلے بہانے کیے اور اسکی عبارت ہی تبدیل کردی تو خالد محمود دیوبندی تبدیلی کے بعد پہلی والی عبارت کو گستاخی کہہ رہا ہے کہ اب جو کہتے ہیں گستاخی کرتے ہیں۔

اور تقویۃ الایمان کے بارے میں اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں،

لیکن اب جو بعضوں کی عادت ہے کہ ان الفاظ کو بلا ضرورت بھی استعمال کرتے ہیں یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے۔''

(امداد الفتاویٰ،ج:۵،ص ۳۸۹،مطبوعہ دار العلوم کراچی)

قارئین اہلسنت آپ نے حفظ الایمان اور تقویۃ الایمان کے بارے میں پڑھا کہ خود دیوبندی اکابرین انکی عبارات کو گستاخانہ کہتے ہیں۔

اب میں دیوبندیوں سے پوچھتا ہوں کہ اے دیوبندیوں اگر وہ پہلے گستاخی نہیں تھی تو

اب کیسے گستاخی ہوگئی۔ اور اگر پہلے گستاخی تھی، اور ضرور تھی تو اب منظور سنبھلی اور انکی تصدیق کرنے والوں کا یہ کہنا کہ انمیں توہین کا شائبہ بھی نہیں۔ جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک اور حوالہ بھی پڑھیے۔ چنانچہ اشرفعلی تھانوی کے بعض مخلصین نے انکو خط لکھا اور اس خط میں یہ کہا،

''ایسی عبارت جس میں علوم غیبیہ محمد یہ ﷺ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی کو مشعر ہے، کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جائے۔'' مزید لکھتے ہیں؛ ''جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے۔''

(تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، ص:۱۱۹، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

آپ نے اشرفعلی تھانوی کے مخلصین و حامیین کا اس عبارت کے بارے میں فیصلہ سنا کہ یہ عبارت گستاخانہ ہے اور اس میں ہمیں جواب دینے میں پریشانی ہوتی ہے لہذا اس سے رجوع کر لیا جائے لیکن اس نام نہاد مناظر کو دیکھیے کہ کہتے ہیں اس عبارت میں توہین کا شائبہ بھی نہیں۔

(جاری ہے)

تحریف بن گزارا بالکل نہیں تمہارا۔ کیا تم ہو اہلحدیث؟

(علامہ ابوالحسن محمد خرم رضا قادری) قسط اوّل

1۔ غیر مقلدین کے عالمی اشاعتی ادارہ دار السلام نے مختصر صحیح بخاری مترجم مع حواشی چھاپی تو مؤلف کے تحریر کردہ مقدمۃ الکتاب میں سے درج ذیل عبارت نکال دی کیونکہ یہ عبارت وہابی مذہب کے مطابق شرک قرار پاتی ہے۔ مصنف امام زین الدین احمد بن عبد اللطیف الزبیدی متوفی 893 ہجری نے درج ذیل عبارت لکھی "وان یصلح المقاصد والاعمال بجاہ سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین" (مختصر صحیح البخاری المسمی التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح صفحہ 8 مطبوعہ دار الغد الجدید المنصورہ القاھرہ 2010۔۱۴۳۱)

مترجم عبد الستار حماد وہابی نے ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوئے عربی عبارت اور ترجمہ دونوں غائب کر دیے ہیں۔

2۔ امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ نے ریاض الصالحین تالیف کی اس ریاض الصالحین کا اختصار حکومت سعودی عرب کی جانب سے علمی کمیٹی موسسۃ الوقف الاسلامی ریاض نے کیا ہے۔

ترجمہ صلاح الدین یوسف وہابی اور تحقیق وتخریج ابو طاہر زبیر علی زئی وہابی نے کی ہے الرئاسۃ العامۃ شوون المسجد الحرام والمسجد النبوی نے مختصر ریاض الصالحین کو چھاپا ہے۔

اس کتاب میں کتاب آداب الطعام میں باب 109 کے تحت حدیث نمبر 449 میں مکمل حدیث میں سے مندرجہ ذیل الفاظ غائب کر دیئے گئے۔ مکمل حدیث یوں تھی۔ "حضرت ام ثابت کوشہ بنت ثابت (ہمشیرہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف

لائے اور آپ نے کھڑے کھڑے ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے پانی پیا"۔

ترمذی رقم الحدیث 1892 کے متن اور ریاض الصالحین کے متن سے مندرجہ ذیل الفاظ نکال کر وہابی عقائد و جذبات کو تسکین پہنچائی گئی۔ فقمت الی فیہا فقطعتہ "پس میں اٹھی اور اس کا منہ والا حصہ میں نے (بطور تبرک رکھنے کے لیے) کاٹ لیا۔ مزید امام نووی کی تحریر کردہ درج ذیل عبارت بھی تحریف کی نذر کر دی" وانما قطعتها لحفظ موضع فم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتتبرک بہ وتصونہ عن الابتذال"

حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے وہ اس لئے کاٹا تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے لگنے والی جگہ کو محفوظ کر لیں اور اس سے برکت حاصل کریں اور اسے عام استعمال سے بچائیں۔

معزز قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا حدیث مبارکہ پر عمل جراحی کرنا اور کانٹ چھانٹ کا جرم عظیم کرنے کے ساتھ ساتھ اسلاف کی لکھی ہوئی شرح کو نکال پھینکنا، کیا یہی اہلحدیثی ہے۔ اللہ تعالیٰ بد باطن حدیث دشمن اہلحدیثوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس وقت میرے سامنے مختصر ریاض الصالحین کا مدار الوطن للنشر ریاض کا ۱۴۳۰ کا چھپا ہوا نسخہ موجود ہے اختصار ڈاکٹر احمد بن عثمان المزید استاد جامعہ الملک سعود نے کیا ہے مگر اس کے صفحہ 69 پر یہ روایت مکمل اور امام نووی کا کلام بھی صفحہ 70 پر مکمل موجود ہے۔ اسی طرح ایک نسخہ دار البیان 2010 کا ہے جس کا اختصار فالح الشبلی نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ 68-67 رقم 124 کے تحت مکمل حدیث کے الفاظ و نووی کا کلام موجود ہے۔ اسی طرح ناصر الدین البانی وہابی نے صحیح ریاض الصالحین میں اس کو صفحہ 270 پر تحت رقم الحدیث 746 نقل کیا ہے مطبوعہ دار مکہ مکرمہ مصر 2007۔ معزز قارئین آپ نے سعودی حکومت کی وزارت اسلامی اوقاف کی قائم کردہ کمیٹی کا سیاہ کارنامہ ملاحظہ فرمایا جی ہاں یہ وہی جعلی توحید پرست ہیں۔ جن کی خدمتِ توحید کی تعریف کرتے ہوئے وہابی حضرات کے منہ نہیں تھکتے۔ تف ہے ایسی خدمت توحید پر اور ہزار بار توبہ ہے ایسی اہلحدیثی سے۔

3۔ وہابی نجدی فکر کے امین ڈاکٹر صالح بن فوزان عبداللہ الفوزان نے کتاب التوحید میں درج ذیل عبارت لکھی وتبی سبحانہ وتعالی ان یدعی الرسول باسمہ کما یدعی سائر الناس فیقال یا محمد انما یدعی بالرسالۃ

والمعبو ہ فیقال: یارسول اللہ یا نبی اللہ“

(کتاب التوحید صفحہ 110)

مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ۔ جماعۃ الدعوۃ کے ادارہ دار الاندلس نے حافظ سعید کی سرپرستی میں یوں کیا۔ ترجمہ پڑھیے اور خیانت و بدعنوانی کی داد دیجیے۔

”نام لے کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوئی شخص نہ پکارے جیسا کہ عام لوگ پکارے جاتے ہیں لہذا اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں کہا جائے گا“ (کتاب التوحید صفحہ 169 مطبوعہ دار الاندلس 1426 مرکز القادسیہ 4 لیک روڈ چوبرجی چوک لاہور)

جبکہ درست ترجمہ یوں ہے۔ ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کو نام کے ساتھ پکارا جائے جیسا کہ عام لوگوں کو پکارا جاتا ہے بس یہ نہیں کہا جائے گا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اس کے علاوہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رسالت اور نبوت کے وصف سے پکارا جائے گا پس کہا جائے گا یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔

ملاحظہ فرمائیں ایک اور وہابی اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ”نام لے کر آپ کو کوئی شخص نہ پکارے جیسا کہ عام لوگ پکارے جاتے ہیں لہذا اے محمد نہیں کہا جائے گا بلکہ نبوت ورسالت کے واسطہ سے آپ پکارے جائیں گے لہذا کہا جائے گا اے اللہ کے رسول (یا رسول اللہ) اے اللہ کے نبی (یا نبی اللہ) (صلی اللہ علیک وسلم) پھر آیت کے بعد لکھا ہے خود اللہ نے آپ کو اے نبی اے رسول کے القاب سے پکارا ہے۔

(کتاب التوحید صفحہ 149 مکتبۃ السنہ سولجر بازار کراچی جنوری 2001 مع مقدمہ مختار احمد ندوی)

جماعۃ الدعوۃ حافظ سعید کی سربراہی میں کس قدر غلط خیانت سے بھرپور ترجمہ چھاپ رہی ہے ایک دوسرے وہابی کے ترجمہ سے موازنہ کر کے آپ جماعۃ الدعوۃ کے بغض رسول (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور نعرہ یہ لگاتے ہیں ”حرمت رسول پہ جان بھی قربان ہے“ معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ اپنے باطل عقائد کو تقویت دینے کیلئے کس قدر دھوکہ وفریب کا استعمال کرتے ہوئے ترجمہ غلط کیا جاتا ہے یہ ہے نام نہاد وہابی توحید کہ اگر کوئی وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذرا سی شان لکھ بھی دے تو ترجمہ میں ہیرا پھیری

کر کے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو چھپایا جاتا ہے۔

4۔ تفسیر احسن البیان پاکستان میں دارالسلام نے چھاپی تو اس کے صفحہ 2 پر اور 1998 میں چھاپی تو اس کے صفحہ 56 پر بخاری، مسلم سے صحابی کے بچھو کے ڈسے ہوئے کو دم کرنے والی حدیث موجود تھی۔ مگر جب یہی احسن البیان شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس سے حکومت سعودی عرب کے زیر اہتمام چھاپی گئی تو توحید کے نام پر بخاری و مسلم کی حدیث کو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے نکال دیا گیا۔ اگر عقیدہ اور حدیث آپس میں ٹکرائیں تو حدیث نہیں بلکہ عقیدہ بدلنا چاہیے۔ مگر اہلحدیث حضرات کا طریقہ بھی کچھ یوں ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
کس درجہ بے توفیق ہوئے سلیمان نجد

5۔ دارالسلام کی مطبوعہ تفسیر احسن البیان میں سورۃ نساء کی 64 نمبر آیت کے تحت عبارت کچھ یوں تھی "ظاہر بات ہے کہ اپنے پس منظر کے لحاظ سے بھی اور الفاظ کے اعتبار سے بھی اس ہدایت کا تعلق صرف آپ کی زندگی سے تھا لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج بھی روضہ نبوی پر استغفار کے لئے حاضری ایسی ہی ہے جیسے آپ کی زندگی میں تھی اللہ تعالیٰ ایسی گمراہانہ تفسیر سے محفوظ رکھے"۔

(تفسیر احسن البیان صفحہ 247 مطبوعہ دارالسلام 1998)

پھر اسی تفسیر کو گمراہی قرار دینے والے صلاح الدین یوسف نے جس نے امام نووی، امام ابن کثیر، امام محمد بن احمد قرطبی مالکی امام نسفی حنفی، امام عبدالرحمن ثعلبی، امام ابوالحیان اندلسی، امام تقی الدین سبکی شافعی، امام قدامہ حنبلی، امام سمہودی، امام شمس الدین سخاوی، امام ابن بشکوال، امام ابن عساکر، امام بیہقی شافعی، ابن جوزی، امام قسطلانی، امام زرقانی، امام ابن النجار، امام عز بن جماعہ، امام یوسف صالحی شامی امام عبدالحق محدث دہلوی اور بحر العلوم عبدالعلی محمد انصاری کو صرف گمراہی قرار نہیں دیا بلکہ اگلے ایڈیشن میں یوں لکھ مارا اور اس عبارت کو تبدیل کر دیا کہ "تف ہے ایسے فہم قرآن پر اور ہزار بار توبہ ہے ایسی تفسیر قرآن سے" (احسن البیان صفحہ 113 مطبوعہ دارالسلام)

مگر جب یہی تفسیر سعودی حکومت نے چھاپ کر حاج میں مفت تقسیم کی اور تا حال کر رہی ہے۔ تو

مندرجہ بالا مکمل عبارت کو نکال دیا۔ اللہ ہی جانے کہ نجدی اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ صلاح الدین یوسف ہی بتائے کہ اگر عبارت غلط تھی تو لکھی کیوں اور اگر صحیح تھی تو نکالی کیوں۔ ریال دینے اور لینے والوں کا اختلاف کس قدر شدید ہے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں راقم کے پاس احسن البیان دار السلام کے تمام ایڈیشن موجود ہیں۔

6۔ دار السلام نے نماز نبوی کو پہلے تو بڑے طمطراق سے چھاپا مگر خود ہی اپنا تھوکا ہوا چاٹنے پر مجبور ہو گئے صفحہ 296 پر موجود تھا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری ۔۔۔ اور صحیح مسلم ۔۔۔ میں موجود ہے مگر اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے"۔ موجودہ ایڈیشن میں سے اس بات کو مکمل طور پر نکال دیا گیا جبکہ بیت السلام سعودی عرب اور محمد پبلیشرز اسلام آباد کے ایڈیشنز میں اس کے خلاف درج ذیل عبارت موجود ہے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیھم میں غائبانہ نماز جنازہ کے معمول نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خلفائے راشدین کی غائبانہ نماز جنازہ پوری اسلامی مملکت میں ادا کی جاتی مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔ ابن قیم ابن تیمیہ ناصر الدین البانی اور محققین کی ایک جماعت غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی قائل نہیں ہے۔

حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کرتے اسی طرح مشرق و مغرب میں رہنے والے مسلمان خلفائے راشدین کی بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے مگر ایسا کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔

ابن قیم کہتا ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ فوت ہوئے جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے غائب تھے۔ مگر آپ نے ان میں سے کسی کی غائبانہ نماز جنازہ ادا نہیں فرمائی۔ (نماز نبوی صفحہ 295 مطبوعہ محمد پبلشرز اسلام آباد 2005)

یاد رکھیں اپنی ہی لکھی ہوئی بات کا انکار کرنا صرف ڈاکٹر شفیق الرحمن کی عادت نہیں بلکہ دار السلام کا بھی یہی طریقہ کار ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پر تنظیم و گھر بار چلانے والی جماعۃ الدعوۃ شفیق الرحمن کی تے۔ جاتی ہے یا اپنی پرانی روش پر قائم رہ کر سنت کی سراسر مخالفت کرتی ہے۔

7۔ وہابیوں کے نام نہاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ایک کتاب اقتضاء الصراط المستقیم کے

نام سے لکھی جس میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل کو بدعت اور ان کو بدعتی قرار دیا اس کتاب کے صفحہ 304 پر حدیث اعمی کے الفاظ اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد صلی اللہ علیک وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم نقل کئے۔ مگر وہابیوں کو کب یہ گوارا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر خیر ہو اسی لیے وہابیہ کے عالمی اشاعتی ادارہ دارالسلام نے جب اس کتاب کا ترجمہ وتلخیص چھاپی جس کا نام "فکر وعقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے" رکھا تو یہ حدیث مبارکہ اس سے نکال دی سوال یہ نہیں کہ یہ کام عبدالرزاق ملیح آبادی نے کیا ہے۔ یا جادہ حق والوں نے سوال تو یہ ہے کہ جب دارالسلام نے اس کو چھاپا تو ذمہ داری ان کے محققین کی ہے کہ ترجمہ وتلخیص کے نام پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نکال دینا یہ کونسی تلخیص ہے۔ ابن تیمیہ کی تو ہر رطب ویابس نقل کر دو مگر حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اتنی دشمنی کیا یہی اہلحدیثی ہے۔

جس حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام نسائی امام ابن السنی، امام ابن قانع، امام عبد بن حمید، امام نووی شافعی، امام طبرانی، امام حاکم نیشاپوری، امام احمد بن حنبل، امام ابن خزیمہ اور مخالفین میں سے ابن تیمیہ، ملا شوکانی، نواب صدیق حسن خان بھوپالی وحید الزمان حیدرآبادی، مولوی اشرف علی تھانوی، حسین علی واں آف بھچراں وغیرھم نقل کریں اس حدیث کو ترجمہ وتلخیص کے نام پر کھرچ کر کتاب سے نکال دینا وہابیہ کا حدیث پر ظلم نہیں تو کیا ہے۔

8۔ سعودی حکومت کی وزارت اوقاف نے حال ہی میں آخری 3 پاروں کی تفسیر مع ارکان اسلام وغیرہ کے ضروری مسائل کے ساتھ چھاپا ہے اور اس کا نام "تفسیر العشر الاخیر" رکھا ہے۔ اس کا ترجمہ اردو فارسی، انگریزی اور دیگر زبانوں میں بھی کیا گیا ہے۔ اس کے عربی ایڈیشن کے صفحہ 111 پر حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ اقدس واطہر وانور پر حاضری کا طریقہ یوں لکھا ہے۔ "ثمہ یاتی القبر الشریف لیقف قبالۃ وجہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مستدبر القبلۃ مملوء القلب ھیبۃ کانہ یراہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیسلم قائلا السلام علیک یارسول اللہ" (تفسیر العشر الاخیر صفحہ 111)

مندرجہ بالا عبارت کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اسی تفسیر العشر الاخیر کے اردو ایڈیشن میں اردو ترجمان یا وہابی مترجم نے کس خیانت وبغض رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ثبوت دیا ہے ملاحظہ فرمائیں "پھر قبر

مبارک کے پاس آکر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرے کے مقابل سر کو اپنے پیچھے کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ دل ہیبت اور محبت سے بھرا ہو پھر اس طرح سلام کرے السلام علیک یا رسول اللہ" (قرآن کریم کے آخری تین پاروں کی تفسیر صفحہ 124)

معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا عربی الفاظ" کانہ یراہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" کا ترجمہ وہابی مترجم ہڑپ کر گیا۔ یہ ہے وہابی مذہب

جبکہ انگریزی ترجمہ میں صاف لکھا ہے۔

"As is he is before him in view" (page 140)

فارسی ترجمہ کچھ یوں ہے۔

گویی کہ آن بزرگوار را می بیند بگوید السلام علیک یا رسول اللہ (تفسیر العشر الاخیر فارسی ترجمہ صفحہ 158) عربی، فارسی اور انگریزی میں لکھا ہے۔ مگر اردو دان پاکستانی ہندوستانی بنگلہ دیشی وہابیوں کی کاروائی ملاحظہ کریں یہ الفاظ جو عقیدہ کے خلاف ہوں ان کا ترجمہ کرنا ان کی خودساختہ توحید میں خلل ڈالتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اللہ ایسے جھوٹے جعلی توحید پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

(جاری ہے)۔

12 ربیع الاول شریف کیلئے 12 ہدایتیں

﴿مولانا محمد عبدالمبین نعمانی، المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور (انڈیا)﴾

ہر سال جب ماہ ربیع الاول شریف آتا ہے تو عالم اسلام میں خوشیوں کی لہر دوڑ جاتی ہے اہل ایمان طرح طرح سے جشن ولادت نبوی ﷺ کا اہتمام کرنے میں لگ جاتے ہیں خاص طور سے بارہ ربیع الاول کو جو سرکار کی تاریخ ولادت ہے بڑے دھوم دھام سے مناتے ہیں، اس قسم کی تقریبات جن میں بالعموم عوام الناس شریک ہوں اور ان کا اہتمام و انتظام بھی وہی کریں۔ کچھ نہ کچھ بے اعتدالیوں کا شکار ہو جاتی ہیں تو ضروری ہے کہ ہم ان بے اعتدالیوں کے قلع قمع کے لئے جدوجہد کریں اور اصل بہار ہدایت کی بہار ہے اس کے لئے قربانیاں دیں۔ خوشی و مسرت کا نغمہ سننا سنانا تو آسان ہے مگر راہ ضلالت پر چلنے والوں کو سبیل ہدایت سے ہمکنار کرنا کمال ہے اور آج اس کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ظاہری خوشیوں، جلسہ، جلوس، جھنڈے، جھنڈیوں، فرش و فروش کی زیب و زینت کے اہتمام کے ساتھ چند اور کام بھی کریں۔ بہت بہتر ہے، بلکہ زیب و زینت سے کچھ پیسے بچا کر ان اہم کاموں میں استعمال کریں تو زیادہ ہی بہتر ہے۔ وہ اہم کام یہ ہیں:

۱) ہر سال ربیع الاول شریف کے آتے ہی ہم اپنی نفلی عبادات میں اضافہ کر دیں کہ سرکار اقدس ﷺ کی ولادت طیبہ بندوں کو مولیٰ کی بارگاہ میں سر جھکانے ہی کے لئے ہوئی تھی۔

۲) ماہ ربیع الاول شریف میں درود شریف کی کثرت کریں اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو اس کی تلقین کریں، ہو سکے تو درود شریف کے فضائل و برکات پر مشتمل کتابچے اور پمفلٹ تقسیم

کریں خرید کر اور ہو سکے تو طبع کرائیں۔

۳) سرکار اقدس واطہر ﷺ کی سیرت طیبہ پڑھنے اور سننے کا خاص اہتمام کریں اور ہو سکے تو اخلاق حسنہ اور سیرت طیبہ پر مشتمل مختصر رسائل طبع کرائیں یا خرید کر مسلمانوں میں تقسیم کریں اور چونکہ آج کل عام طور پر نوجوان طبقہ ہندی سے ہی واقف ہے اس لئے ہندی زبان میں بھی لٹریچر کا خاص خیال رکھیں تاکہ نئی نسل اپنے آقا کی سیرت سے محروم نہ رہ جائے۔

۴) نماز سرکار مکرم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قائم رکھنے کے لئے بھی تحریک چلائیں اور نماز پر خصوصی بیان ہو اور اس کے احکام بیان کئے جائیں اور نماز کے احکام ومسائل اور فضائل پر مشتمل لٹریچر بھی عام کریں۔

۵) اس مبارک و پر مسرت موقع پر غریب طلبہ اور نادار عوام کی امداد واعانت پر بھی توجہ دیں، کھانے، کپڑے اور ضروریات زندگی کی تقسیم کا اہتمام کریں۔

۶) آج بھی بہت سی بستیاں بڑی مفلوک الحالی کا شکار ہیں تلاش کر کے وہاں کے بسنے والوں کو نہال کرنے کی کوشش کریں۔ بلکہ مٹھائیوں کی تقسیم سے زیادہ غریبوں میں کھانے کی تقسیم پر توجہ دیں۔

۷) یتیم اور بیوہ عورتوں سے سرکار اقدس ﷺ کو بہت پیار تھا۔ لہٰذا محتاج، یتیموں اور ضرورت مند بیواؤں کی کفالت اور ان کی اعانت کا خاص خیال رکھیں۔

۸) غیر مسلموں میں اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت واخلاق پر مشتمل ان کی زبانوں میں لٹریچر تقسیم کریں اور ان کے درمیان اسلام کے تعارف میں بیانات کا بھی اہتمام کریں اور اسلام کی حقانیت کو اُجاگر کریں اور اسلام پر لگائے جانے والے الزامات اور غلط فہمی کے ازالے پر توجہ دیں۔

۹) جلوس عید میلاد النبی میں غیر شرعی امور سے بالکلیہ اجتناب کریں، سنجیدگی اور خوش

اسلوبی کا ایسا مظاہرہ کریں کہ دوسرے برادران وطن بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیں۔

۱۰) جلوس کے گشت کے دوران نماز کا وقت ہو جائے تو جلوس کو روک کر نماز ادا کریں پھر آگے بڑھیں۔

۱۱) محافل میلاد اور جلسہائے عید میلاد النبی ﷺ میں سیرت رسول کے ساتھ تعلیمات رسول پر بھی روشنی ڈالنی چاہئے کہ آمد رسول ﷺ کا اصل مقصود انہیں تعلیمات و ہدایات پر عمل کرنا ہے جن کے لئے سرکار اقدس ﷺ اس عالم میں تشریف لائے اور اس پر عمل کرنا ہماری سرخروئی کی ضمانت ہے اور علماء و مقررین نیز میلاد خواں حضرات کو کوشش کرنی چاہئے کہ حتی الامکان موضوع اور واہی روایت سے پرہیز کریں اور انہیں روایات کو بیان کریں جو شرعاً قابل استناد ہوں۔

ہندوستان میں پہلے سب مسلمان بریلوی عقیدہ رکھتے تھے۔ امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے 1938ء میں لکھا تھا کہ

''امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے اسی (80) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل حنفی بریلوی خیال کیا جاتا ہے''۔

(شمع توحید، صفحہ ۵۳، مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ، جامع مسجد قدس اہل حدیث، چوک دالگراں، لاہور)

ضروری نوٹ! غیر مقلد وہابیوں کے مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور نے اس کتاب میں تحریف کرتے ہوئے اس عبارت پر مشتمل حصہ ہی نکال دیا ہے۔ (میثم رضوی)

تبصرہ کتب

ضروری نوٹ: کتابوں پر تبصرہ سرسری مطالعہ کے بعد کیا جاتا ہے لہٰذا کسی بھی کتاب کے مندرجات کی ذمہ داری کلمہ حق کی انتظامیہ کو نہیں دی جاسکتی۔

نام کتاب: خیرآبادیات

مولف: فاضل جلیل حضرت علامہ اُسید الحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں، ہند)

صفحات: ۲۷۶

ناشر: مکتبہ اعلیٰ حضرت، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مجاہد جلیل استاذ مطلق علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ اہل سنت و جماعت کے اکابرین میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت 1797 عیسوی میں ہوئی۔ اپنے والد مولانا فضل امام، شاہ عبدالقادر دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے استفادہ کیا۔ ۱۳ سال کی عمر میں درسیات سے فراغت پائی۔ 1857 کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد پیش کیا اس کی وجہ سے آپ پر مقدمہ چلا اور حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملی، قید کر کے انڈمان بھیجے گئے جہاں ایک سال دس ماہ سے زائد قید رہ کر 20 اگست 1861 کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے مولانا فضل حق خیرآبادی کی شخصیت ہندوستان کی وہ قابل فخر شخصیت ہے۔ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے مولانا فضل حق خیرآبادی کا امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ساتھ اختلاف ہوا جس میں مولانا نے تحقیق الفتوی اور امتناع النظیر جیسی عدیم النظیر کتب تصنیف فرمائیں۔
تحقیق الفتوی میں مولانا نے اسمٰعیل دہلوی پر اس کی کفریہ عبارات کے سبب فتویٰ کفر جاری کیا۔ جس کی وجہ سے اسماعیل دہلوی کے پیروکار وہابیہ دیوبندیہ نے مولانا فضل حق خیرآبادی کے خلاف

اتہام طرازی کا بازار گرم کر دیا جس کی جھلکیاں درج ذیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں:

۱۔ حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی ۲۔ دہلی اور اس کے اطراف از حکیم مولوی عبدالحی حسنی

۳۔ ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی ۴۔ علامہ فضل حق خیر آبادی اور جہاد آزادی از سعید الرحمن علوی دیوبندی

۴۔ علامہ فضل حق خیر آبادی ایک تحقیقی مطالعہ از افضل حق قرشی وغیرہ

ان کتب میں کسی میں تو علامہ کی جنگ آزادی میں شرکت سے انکار کیا گیا اور کسی میں علامہ کی ذات پر من گھڑت واقعات کو منسوب کیا گیا اور کہیں یہ ذکر کیا گیا کہ اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر پر مولانا کو کافی رنج ہوا اور آخر کار آپ نے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے رجوع کر لیا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ان سب بے سروپا باتوں پر کسی بھی اہل علم نے کان نہ دھرے اور حق باطل کی گرد سے آلودہ نہ ہو سکا الحمد للہ اہل سنت کی جانب سے مولانا فضل حق پر تحقیقی کتب تصنیف کی گئیں پی ایچ ڈی کے مقالات لکھے گئے، رسائل و جرائد نے اپنے خصوصی نمبر شائع کئے اور اب علامہ کے 150 سالہ عرس کی مناسبت سے ویب سائٹ (www.FazleHaq.com) کا اجرا بھی ہو چکا ہے جس پر علامہ کی نایاب کتب، قلمی مخطوطات، علامہ کی سیرت و کردار و جنگ آزادی میں کردار کے حوالے سے کتب، رسائل کے خصوصی شمارہ جات وغیرہ اپ لوڈ ہیں۔

علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کی حیات کے کچھ گوشے ہنوز تشنۂ تحقیق ہیں۔ زیر نظر کتاب ''خیر آبادیات'' از علامہ اسید الحق محمد عاصم قادری اس سلسلہ میں ایک اہم کاوش ہے، اس کتاب میں کئی ایسے مباحث، واقعات، شخصیات اور کتب و رسائل کا ذکر ہے جو شاید اس سے پہلے منظر عام پر نہ آسکے۔ مثلاً حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی مفتی سعد اللہ مراد آبادی، مولانا شاہ

فضل رسول بدایونی اور مفتی صدر الدین آزردہ کے ساتھ قلمی معرکہ آرائی اور اسمٰعیل دہلوی اور اس کے شاگرد حیدر علی ٹونکی سے علامہ فضل حق کے اختلاف پر تحقیقی تبصرہ، اس کے علاوہ کچھ مشہور و معروف مباحث اور واقعات کو نئے زاویہ سے پیش کیا گیا ہے اور مولانا فضل حق خیر آبادی کی ذات پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا بھی ازالہ کیا گیا ہے، اس کے علاوہ خانوادہ خیر آباد کے علمی معرکوں کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔ کتب خانہ قادریہ بدایوں ہند میں موجود علامہ فضل حق کے متعلق نایاب مخطوطات کا تعارف بھی شامل کتاب ہے۔

الغرض یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک اچھا اضافہ ہے۔ فاضل مصنف نے اپنے موضوع کو خوب اچھا نبھایا ہے۔ علامہ اُسید الحق صاحب کا تعلق اہل سنت کے مشہور و معروف علمی خانوادہ سے ہے اور موصوف نے جامعۃ الازہر سے الاجازۃ العالیۃ، شعبہ تفسیر و علوم القرآن اور تخصص فی الافتاء کی تعلیم حاصل کی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ عزوجل فاضل مصنف کے علم، عمر و عمل میں مزید برکت عطا فرمائے اور ان کا زور قلم مزید بڑھائے۔

پاکستان میں یہ کتاب اہل سنت کے نوجوان مجاہد محمد ثاقب رضا قادری کی خواہش اور تحریک پر ابو حنظلہ محمد اجمل قادری صاحب مدیر مکتبہ، اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ لاہور نے معیاری انداز میں شائع کی ہے۔ اللہ عزوجل ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نام کتاب: عقیدہ، ختم نبوت (جلد نمبر 13)
مرتب: شاہین ختم نبوت حضرت علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ، آفس نمبر ۵ پلاٹ نمبر ۱۱۱-۲ عالمگیر روڈ کراچی
ملنے کا پتہ: مکتبہ برکات المدینہ متصل جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد کراچی،
مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ لاہور

انگریزوں کے زیر سایہ پنپنے والے فتنوں میں وھابی، دیوبندی، نیچری کے علاوہ مرزائی فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھی علماء اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا اور بذریعہ تحریر و تقریر و مناظرہ اس فتنہ کا ناطقہ بند کیا۔ اس فتنے کی تردید میں سب سے پہلی تحریر بھی مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جیسا کہ احتساب قادیانیت جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۹ پر دیوبندی مولوی اللہ وسایا نے یہ تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین دیکھتے ہی تحقیقات دستگیریہ، رجم الشیاطین مرتب کی۔ دسمبر ۱۸۸۳ میں ہی یہ کتاب مرتب ہو کر امرتسر لاہور پٹنہ کے علما کے دستخط ہو گئے ۱۸۸۷ء میں حرمین شریفین کے علماء سے فتوی حاصل کیا گویا یہ سب سے پہلی تحریری جدوجہد یا نقش اول اسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ تحریر صفر ۱۳۱۲ ہجری اگست ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی۔''

(احتساب قادیانیت، جلد ۱۰، صفحہ ۴۴۹ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان)

قادیانی فتنے کا سب سے پہلا محرک بھی مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی ہے۔ جس کی تحذیر الناس میں عقیدہ ختم نبوت کی تردید کی گئی ہے لیکن آج کل دیوبندیوں نے اس الزام سے بچنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کر رکھی ہے۔ جس میں مرزائیوں کی تردید میں مواد شائع کیا جاتا

ہے لیکن مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں بولا جاتا۔ نہ جانے یہ تفریق کیوں کی گئی کہ اپنی کتاب میں انکار ختم نبوت کرنے والے کو تو کچھ نہ کہا جائے لیکن اس کی کتاب کے مطابق دعویٰ نبوت کرنے والے کی تردید کی جائے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس سنگین جرم میں ملوث مرزا قادیانی ملعون کے ساتھ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی بھی تردید کی جانی چاہیے۔ قاسم نانوتوی کو نظر انداز کر کے دیوبندی مجلس تحفظ ختم نبوت بے انصافی کیوں کر رہی ہے؟ اس کا جواب تو وہی دے سکتے ہیں

علمائے اہل سنت کی تردید مرزائیت میں لکھی جانے والی کتب کو ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ، کراچی شائع کر رہا ہے۔ اور اب تک ۱۳ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جلد نمبر ۱۳ میں مولانا محمد عالم امرتسری علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الکاویہ علی الغاویہ'' جلد دوم کا بقیہ حصہ بھی شائع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شیر اسلام ابو الفضل مولانا کرم الدین دبیر علیہ الرحمۃ کی کتاب ''مرزائیت کا جال''، فاتح قادیانیت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ''الملفوظات الطیبات'' حضرت مولانا غلام احمد اخگر کی کتاب ''مرزا کی دھوکے بازیاں'' علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی کی کتاب ''التقریر الفصیح''، خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا قاضی عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحفۃ العلماء فی تردید مرزا'' لیاقت مرزا کی کتاب ''عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان''، حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی کی کتاب ''تہذیب قادیانی'' اور حکیم مولوی عبد الغنی ناظم نقشبندی کی کتاب ''منارہ قادیانی کی حقیقت'' وغیرہ شامل ہیں۔

حسب سابق عقیدہ ختم نبوت کی یہ تیرھویں جلد بھی بہت خوبصورت اور مضبوط جلد اور کاغذ کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ قارئین کرام عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں شائع کی جانے والی جلدیں خریدیں تاکہ یہ ادارہ اپنا کام مزید احسن انداز میں کر سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نام کتاب: الرَّائِحَۃُ الْعَنۡبَرِیَّۃُ مِنَ الۡمِجۡمَرَۃِ الۡحَیۡدَرِیَّۃِ المعروف بہ ترک مرتضوی

تصنیف: برادر اعلیٰ حضرت، استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسؔن قادری برکاتی بریلوی علیہ الرحمۃ

ناشر: دار الکتاب اہل سنت، لاہور

ملنے کا پتہ: مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ لاہور

تبصرہ نگار: **محمد عبد المبین نعمانی قادری**

المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

یکم محرم الحرام، ۱۴۳۳ھ/ ۲۷/۱۱/۲۰۱۱ء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

ترک مرتضوی[۱۸۸۳ء] جس کا عربی نام الرَّائِحَۃُ الْعَنۡبَرِیَّۃُ مِنَ الۡمِجۡمَرَۃِ الۡحَیۡدَرِیَّۃِ [۱۳۰۰ھ] ہے، دونوں نام تاریخی ہیں۔ یہ کتاب مستطاب برادر اعلیٰ حضرت، استاذ زمن مولانا حسن بریلوی قدس سرہ۔متوفی: ۱۳۲۶ھ۔کی تصانیف سے ہے، جس میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے رسائل تفضیل سے بھی بہت کچھ ہے۔ یہ کتاب اصلاً 'فرقہ تفضیلیہ' کے رد میں ہے۔اس فرقے کو 'مفضلہ' بھی کہتے ہیں۔ خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں روافض کا جو عقیدہ ہے وہ مسلک اہلسنت سے بالکل ہٹا ہوا ہے۔ وہ تو سرے سے شیخین کی خلافت ہی کے قائل نہیں، بلکہ بعض تو صحابیت کے بھی منکر ہیں۔ ان بزرگوں کی شان میں تبرا اور طعن اُن کا شیوہ ہے۔ انھیں سے متاثر ہوکر اور ان کے غلط استدلال کو بنیاد بنا کر اہل سنت میں سے بعض حضرات

تفضیل علی یعنی حضرت مولائے کائنات شیر خدا رضی اللہ عنہ کی جملہ صحابہ کرام پر فضیلت کے قائل ہو گئے، اور اس موضوع پر مضامین شائع کیے، اور کتابیں لکھیں۔ اب عام مسلمان جو استدلال کی خامیاں سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے وہ ان کے چکر میں آ کر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فضائل کی حدیثوں کی کثرت سے متاثر ہو کر تفضیل کے قائل ہو گئے۔ اور بعض تفضیل سے آگے بڑھ کر توہین شیخین تک کے مرتکب ہو گئے؛ اس لیے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر وہ لکھا جائے جو مسلک اہل سنت کے مطابق ہو، اور حد اعتدال سے نکلنے والوں کے لیے تنبیہ بھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر کئی رسائل تصنیف فرمائے، ان میں 'غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق' (۲) 'الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی' (۳) 'مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین' زیادہ مشہور اور مطبوع ہیں۔

یہ "تزک مرتضوی" یوں سمجھیے کہ ان رسائل کا خلاصہ ہے جس کی طباعت واشاعت عرصہ دراز پہلے ہوئی تھی تقریباً سو سال قبل۔ آج اس کا مطبوعہ نسخہ بھی نایاب ہے، پاکستان میں ایک سعادت مند جناب محمد ثاقب رضا قادری صاحب کو وہ نسخہ ملا جسے انھوں نے کمپیوٹر پر ڈال دیا اور پھر وہاں سے مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی نے اسے اپنے کھاتے میں ڈال کر جدید انداز سے آڈٹ کیا، بعض حوالوں کی تخریج بھی کی، پیراگرافنگ بھی کر ڈالی، اور اوقاف کا بھی بھرپور لحاظ کیا جس سے اب کتاب بڑی حد تک سہل ہو گئی اور پڑھنا بھی آسان ہو گیا۔ اگرچہ یہ کتاب مزید تفصیل وتسہیل کی متقاضی ہے۔

کتاب کی زبان بڑی ادبی اور دل نشیں ہے۔ کہیں کہیں قافیہ آرائی کا لطف بھی کتاب کی رونق دوبالا کرتا نظر آتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت وقت کا اہم تقاضا ہے۔ آج کے علما کے لیے بھی یہ کتاب بہت مفید ہے اور عوام اہل سنت کے لیے بھی؛ تاکہ کوئی بہکا ہوا ان کو بھی نہ بہکا دے۔ علما کو بھی بطور خاص یہ کتاب مطالعے میں رکھنی چاہیے تاکہ کہیں سے یہ فتنہ سر ابھارے تو اس کو فوراً کچلنے میں اس سے مدد لے سکیں کہ اس میں مصنف نے دلائل مخالفین کا ایسا دندان شکن

جواب دیا ہے کہ مجال دم زدن نہیں۔

اس باب میں قولِ فیصل یہ ہے کہ جو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حضرات شیخین (ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما) پر فضیلت دے، وہ گمراہ بد مذہب ہے۔ اس رسالے کو پا کر عام کرنے والے اور مرتب وناشر ہر ایک کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے، اور اس رسالے کو گھر گھر پہنچانے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ ساقی میکدۂ ولایت حضرت مولیٰ علی کی شان میں اعلیٰ حضرت نے جو قلمی خراج پیش کیا ہے، ادبی چاشنی کے طالب حضرات بھی اس سے محظوظ ہوئے بغیر نہ رہیں گے، اور عقیدت مندانِ صحابہ واہل بیت بھی اپنی عقیدت کی پیاس بجھائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں دیوبندیوں کی نئی گستاخی پہلی دفعہ منظرِ عام پر

میثم عباس رضوی

مولوی محمد سعد کاندھلوی دیوبندی کی تقاریر کو محمد الیاس قاسمی دیوبندی نے جمع کیا اور اس مجموعے کا نام "کلمہ کی دعوت" رکھا۔

اس مجموعے میں شامل ایک تقریر میں مولوی سعد کاندھلوی دیوبندی نے کہا کہ "نبیوں کو بھی اللہ رب العزت اپنے تعارف کے لیے ان کے اسباب میں ناکام کر دیتے ہیں حالانکہ وہ نبی ہیں۔"

(کلمہ کی دعوت صفحہ ۴۲ ناشر مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور)

اس سے تھوڑا آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ:

"نبی کا تجربہ وہ آج فیل ہو گیا کہ آگ جلانے کے لیے کوشش کرتے رہے جب آدمی اپنی کوششوں میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ آسمان ہی کی طرف دیکھتا ہے یہ ہر ایک کا مزاج ہے کہ جب کام نہیں بنتا تو اُوپر دیکھتا ہے آسمان کی طرف تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی نگاہ اُوپر اُٹھائی۔"

(کلمہ کی دعوت صفحہ ۴۳ ناشر مکتبہ خلیل یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور)

استغفر اللہ یہ مولوی سعد کاندھلوی کی شدید گستاخی ہے اللہ تعالیٰ ایسے گستاخوں سے بچائے آمین۔

یوم تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

غازی تیرے جاں نثار

بے شمار بے شمار

برادرانِ اہلسنت۔!

الحمد اللہ علیٰ احسانہ جب کبھی کسی گستاخ رسول نے سر اٹھایا تب اہل السنّت والجماعت (بریلوی) کے مجاہدوں نے ان گستاخوں کو کیفر کردار تک پہنچایا اسی سلسلے کی کڑی ۴ جنوری ۲۰۱۱ء کو عاشق رسول، مجاہد اہلسنت، **غازی ملک محمد ممتاز قادری** حفظہ اللہ نے جرأت و بہادری کی وہ مثال قائم کی کہ جسے دیکھ کر مسلمانوں کا جذبۂ جہاد و شہادت اور اپنے پیارے آقا ﷺ کی محبت بڑھ جاتی ہے اور اس مثال کو دیکھ کر ہر گستاخ رسول اپنے ناپاک عزائم پر عمل کرنے سے پہلے ضرور سوچتا ہے کہ کہیں ایک نیا غازی نہ پیدا جائے۔ہم **غازی ملک محمد ممتاز قادری** حفظہ اللہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں دنیاوی قیودات سے باعزت رہائی عطا فرمائے اور یہ عزم کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ وانبیاء علیہم السلام وصحابہ واہل بیت واولیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ناموس کا تحفظ ہر صورت کرینگے اور اپنے مالک ومولا خالق وعرض وسماء جل جلالہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے تمام مجاہدوں کو سنی (بریلوی) ہونے کا شرف عطا کیا۔

پاسبانِ اہلسنت وجماعت پاکستان